عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | ۹ تا ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۴۳/۴۴


عشق و وفا کے مثالی پیکر

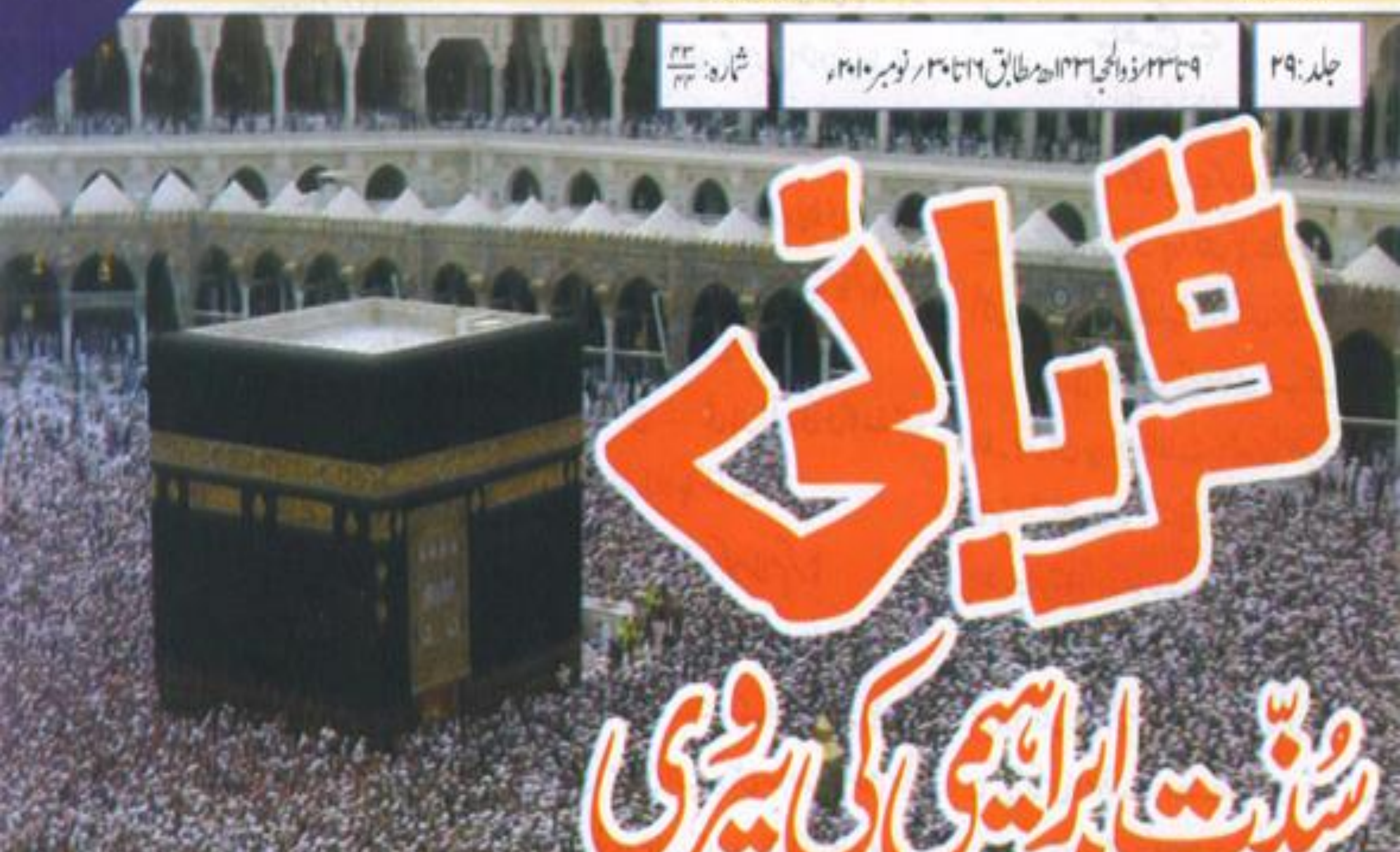

## قربانی

### سنتِ ابراہیمی کی پیروی

احترامِ انسانیت کا فلسفہ

توہینِ انبیاء اور غلام احمد قادیانی


Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

## عورتوں اور مردوں کا سجدہ

سدرہ عالم، کراچی

س:...... کیا مردوں اور عورتوں کے سجدہ کرنے کا طریقہ الگ ہے؟ عورتوں کے سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ بتادیں؟

ج:...... جی ہاں عورتیں زمین سے چمٹ کر دونوں کلائیاں زمین پر بچھا کر اور پیٹ رانوں سے ملا کر سجدہ کریں جبکہ مرد حضرات پاؤں کھڑے کر کے اور کلائیوں کو پہلوؤں سے جدا کر کے اس طرح سجدہ کریں کہ ان کے بیچ سے بکری کا بچہ گزر سکے۔

## حافظ اور پیش امام کی داڑھی

محمد عاطف جان میانی، وادی ہرنائی

س:...... کیا حافظ قرآن کے لئے داڑھی رکھنا ضروری ہے؟ اگر کوئی حافظ نہ رکھے تو اس کے بارے میں کیا احکامات ہیں؟ اور پیش امام کے لئے داڑھی رکھنا ضروری ہے اگر نہ رکھے تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

ج:...... داڑھی رکھنا واجب ہے جو امام یا حافظ داڑھی منڈاتے یا ایک مشت سے کم کرتے ہیں، ان کے پیچھے نماز اور تراویح مکروہ ہے۔

س:...... علم الحاضرات اور علم الاعداد اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟ اسلامی احکامات نیز اگر جائز ہے تو علم الحاضرات کتنے فیصد صحیح ہے؟

ج:...... حاضرات کو میں نہیں جانتا البتہ علم الاعداد کو جانتا ہوں، مگر اس پر اعتماد نہ کیا جائے۔

## قربانی اور عقیقہ

سیّد شاہ عالم زمرد، راولپنڈی

س:...... مولوی صاحب کیا قربانی کی گائے میں عقیقہ کا حصہ ڈالا جاسکتا ہے؟

ج:...... جی ہاں! قربانی کی گائے میں عقیقہ کا حصہ ڈالا جاسکتا ہے۔

## غیر محرم کو سلام کرنا

نوشابہ قدوائی، راولپنڈی

س:...... میں ایک ادارے میں پڑھاتی ہوں، میں صبح اپنے پرنسپل صاحب کو سلام کرتی ہوں تو وہ جواب نہیں دیتے، ایک دن میرے پوچھنے پر جواب دیا کہ میں نامحرم کو سلام کا جواب نہیں دیتا۔ مولانا صاحب کیا یہ درست ہے؟

ج:...... اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور پردہ کی حالت میں غیر محرم کو سلام کیا جائے تو اس کی اجازت ہے، تاہم اس کا ضرور خیال کیا جائے کہ ایسا سلام و کلام بعض اوقات قربت، تعلق اور پھر فتنہ کا باعث ہو جاتا ہے، اس لئے اگر سلام کرنا بھی ہو تو لوگوں کی موجودگی میں کیا جائے تاکہ کسی کی تہمت اور فتنہ کا امکان نہ رہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

## یہ خطبہ صحیح ہے

محمد بلال، راولپنڈی

س:...... عرض یہ ہے کہ ہمارے محلے کے امام مسجد خطبہ جمعہ پورا نہیں پڑھتے، جب انہیں بتایا گیا تو کہنے لگے: یہ ضروری نہیں ہوتا۔ ہماری معلومات کے مطابق جب تک خطبہ جمعہ میں چاروں خلفائے راشدینؓ حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت حمزہؓ کا ذکر نہ کیا جائے، اس وقت تک نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں۔ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کس کا موقف درست ہے؟

ج:...... آپ کی معلومات ناقص ہیں، کیونکہ خطبہ جمعہ کے لئے اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کے کلمات ادا کردیئے تو خطبہ ہو جائے گا اور نماز بھی صحیح ہوگی۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ توحید، رسالت، قیامت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ان حضرات کا تذکرہ کردیا جائے۔ الغرض امام صاحب کا خطبہ صحیح ہے اور نماز بھی صحیح ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔

☆☆..........☆☆

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ


## مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد


جلد: ۲۹ — ۹تا۲۳ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶تا۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء — شمارہ: ۴۳-۴۴


## سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

## مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

## نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

## مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

## تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| اسلام کا نظریۂ رحمت | ۵ | اداریہ |
| قربانی... سنتِ ابراہیمی کی پیروی | ۷ | محمد طیب خان سنگھانوی |
| عشق ووفا کے مثالی پیکر | ۹ | عمران احمد سلفی |
| احترامِ انسانیت کا فلسفہ | ۱۱ | سید نظیر الحسن گیلانی |
| ... قبولِ اسلام کا سبب | ۱۴ | ام فاکہہ زنجانی |
| قرآن کے شفائی اثرات (۲) | ۱۷ | مولانا سید محمد احسن بہاریؒ |
| توہینِ انبیا اور غلام احمد قادیانی | ۱۹ | مولانا مفتی محمد اکرم بستوی |
| قادیانیوں کی اسلام دشمنیاں (۲) | ۲۱ | شیخ الحدیث مولانا انوار الحق |
| وکلا حضرات سے دردمندانہ درخواست | ۲۳ | محمد طاہر سلطان کھوکھر ایڈووکیٹ |



## زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

## زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔


## بیاد

امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہدِ ختمِ نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمانِ ختمِ نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغِ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہیدِ ختمِ نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہیدِ ناموسِ رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ


رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

# صحابہ کرامؓ کے زُہد کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

## غلطی کے بعد توبہ

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ابنِ آدم خطاکار ہے، اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو کثرت سے توبہ کرنے والے ہیں۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

مطلب یہ کہ بھول چوک اور خطا تو ہر آدمی سے ہوہی جاتی ہے، انسان خطا کا پتلا ہے، لیکن خطا پر اصرار نہیں کرنا چاہئے، اس لئے فرمایا کہ سب سے بہتر خطاکار وہ ہیں جو بکثرت توبہ کرنے والے ہوں۔ راز اس کا یہ ہے کہ توبہ و انابت الی اللہ، عبدیت کا اعلیٰ مقام ہے، پس جب بندہ خطا و گناہ کے بعد توبہ و استغفار کرتا ہے اور اسے رُجوع الی اللہ کی توفیق ہوجاتی ہے تو اس کی برکت سے حق تعالیٰ شانہٗ نہ صرف اس کا گناہ معاف فرمادیتے ہیں، بلکہ اس پر مزید لطف و انعام بھی فرماتے ہیں، اور اس کے درجاتِ قرب میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، اس طرح توبہ کی برکت سے وہ گناہ بھی قرب الی اللہ کا ذریعہ بن جاتا ہے، مگر اس خیال سے گناہ کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے کہ پھر اس کے بعد توبہ کرلیں گے، یہ نفس و شیطان کا مکر ہے، اسے کیا معلوم کہ پھر توبہ کی توفیق بھی ہوگی یا نہیں...؟

## ایمان کا تقاضا

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، اور جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ یا تو بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

مطلب یہ کہ یہ دونوں باتیں تقاضائے ایمان ہیں، اور دونوں کے ساتھ الگ الگ یہ الفاظ فرمانا کہ: ’’جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو‘‘ تاکید مزید کے لئے ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات میں زبان کی حفاظت کی تاکید آئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ زبان دل کی ترجمان ہے، دل میں جو خیالات و احساسات اُبھرتے ہیں، زبان ہی ان کو الفاظ کی شکل میں ڈھالتی ہے، اس لئے زبان کی حفاظت، دل کی حفاظت کا بڑا ذریعہ ہے۔ پھر زبان حق تعالیٰ شانہٗ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ حیوانات میں انسان ہی کو اس سے مشرف و ممتاز فرمایا ہے، لغو گوئی میں اس نعمتِ عظمیٰ کی بے قدری ہے۔ پھر زبان کی ذراسی بے احتیاطی بسااوقات دُنیا و آخرت کی ذلت و ندامت کی موجب ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں قریباً بیس گناہِ کبیرہ صرف زبان سے سرزد ہوتے ہیں، اس لئے زبان کی حفاظت بہت سے گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

’’حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص خاموش رہا، اس نے نجات پالی۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے، صرف تین الفاظ کے مختصر سے فقرے میں دریائے معانی بند فرمادیا، اور نجات کا نسخہ تجویز فرمادیا ہے۔ انسان کے گناہوں کا سب سے بڑا ذریعہ زبان ہے، جو کثیر الاستعمال بھی ہے، اور کثیر الخطا بھی، اس لئے زبان کے استعمال میں احتیاط ضروری ہے۔

’’حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ: کون سا مسلمان سب سے افضل ہے؟ فرمایا: وہ شخص کہ مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

یعنی سب سے افضل اور بہتر مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ مضمون متعدد اَحادیث میں آیا ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’مسلمان تو وہ ہے کہ مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں، اور مؤمن تو وہ ہے کہ لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں اسے امین سمجھتے ہوں (اس کی جانب سے مطمئن ہوں اور انہیں اس کی جانب سے کوئی خطرہ لاحق نہ ہو)۔‘‘ (ترمذی، نسائی)

یہی حدیث امام بیہقی رحمہ اللہ نے ’’شعب الایمان‘‘ میں حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کی ہے، اور اس میں یہ اضافہ ہے:

’’وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔‘‘ (مشکوٰۃ، ص:۱۵)

ترجمہ: ’’اور مجاہد تو وہ ہے جو اللہ کی طاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے، اور مہاجر تو وہ ہے جو غلطیوں اور گناہوں کو چھوڑ دے۔‘‘

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ۔‘‘ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ’’مسلمان تو وہ ہے کہ مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہوں، اور مہاجر تو وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔‘‘ ☆☆☆

اداریہ

# اسلام کا نظریۂ رحمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

اسلام، مخلوق خدا پر رحم کرنے کا سب سے بڑا داعی ہے اور اس کا ایک ایک حکم سراپا رحمت ہے اور وہ ارحم الراحمین کا نازل کردہ دین ہے، اور حضرت رحمۃ للعالمین اس دین کو لے کر آئے ہیں، اسلام کے نظریۂ رحمت کا ایک عام منشور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے:

''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

اسلام کی رحمت عامہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ تمام افراد جو اسلامی حکومت کے زیر سایہ ہوں، ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی مکمل ضمانت دیتا ہے اور کسی بڑے سے بڑے جبار کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی کمزور سے کمزور فرد پر دست درازی کرے، امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے خطبوں میں فرمایا کرتے تھے:

''میری شدت اور سختی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو مسلمانوں پر ظلم و تعدی کا ہاتھ لمبا کریں گے، ورنہ اہل دین اور پسندیدہ لوگوں کے سامنے میں تم سب سے زیادہ کمزور اور رحم دل ہوں اور اگر مجھے کوئی ایسا شخص ملا جو کسی پر ظلم و تعدی کرتا ہے تو میں اس کے ایک گال کو زمین پر رکھ کر اس کے دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا، یہاں تک کہ اسے حق کے سامنے جھکنا پڑے گا۔''

اسلام ان فرعونوں کو کسی رحم کا مستحق نہیں سمجھتا جو لوگوں کی جان و مال سے کھیلتے ہیں جو عصمتوں کو اپنی بہیمیت کا نشانہ بناتے ہیں اور جو بے گناہ خون سے خدا کی زمین کو رنگین بناتے ہیں، بلکہ اسلام ان لوگوں پر رحم کرنا ضروری سمجھتا ہے جو ان ظلم پیشہ مست لوگوں کے پاؤں تلے کچلے جاتے ہیں، وہ قاتل سے مقتول کا بدلہ لے کر اعلان کرتا ہے۔

''وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔''

''اور تمہارے لئے بدلہ لینے میں زندگی ہے، اے عقلمندو! کہ اسی کے ذریعہ خون ناحق سے بچ سکو گے۔''

اسلام، خدا کی زمین میں کسی کو فتنہ وفساد پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا اور جو شخص اس کا مرتکب ہو اس کو کیفر کردار تک پہنچانا عین تقاضائے رحمت سمجھتا ہے، کیونکہ:

نکوئی بابداں کردن چناں است
کہ بدکردن بجائے نیک مرداں

خون ناحق کا معاملہ تو اسلام کے نزدیک ایسا سنگین ہے کہ ایک فرد کا ناحق قتل گویا ساری امت کو قتل کرنے کے مترادف ہے، تاہم اسلام اولیا مقتول کو یہ حق دیتا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس پر رحم کرتے ہوئے اس کی جان بخشی کر سکتے ہیں، مگر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اگر قتل سادہ شکل میں وقوع پذیر ہوا ہو، لیکن اگر قتل بر سر عام منظم شکل میں ہوا ہو تو اسلام کی نظر میں ڈکیتی اور رہزنی ہے، اس صورت میں معاف کرنے کا حق مقتول کے ورثا کو بھی حاصل نہیں۔

اسلام، جرم وسزا کے معاملے میں امیر وغریب، شریف ورذیل اور بڑے چھوٹے کی تفریق کا روادار نہیں، اس کی نظر میں اعلیٰ وادنیٰ سب برابر ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''تم سے پہلی قومیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ اگر کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اسے معاف کردیتے تھے اور اگر چھوٹا آدمی جرم کا مرتکب ہوتا تو اس پر سزا جاری کردیتے تھے۔''

قاتل کو معاف کرنے کے سلسلہ میں بعض لوگوں کی طرف سے یہ نظیر پیش کی جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ کے قتل کے شبہ میں ان کے صاحبزادے نے ایک ذمی کو قتل کردیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان صاحبزادے سے قصاص نہیں لیا، بلکہ اپنے پاس سے مقتول کی دیت بیت المال کو ادا کردی، یہ نظیر پیش کرنے والے حضرات اس واقعہ سے یہ سمجھے ہیں کہ امیر المومنین کو قاتل کی جان بخشی کا ہر حال میں حق ہے، مگر یہ نتیجہ سراسر غلط ہے، اس واقعہ میں مقتول کا کوئی نسبی وارث موجود نہیں تھا اور امیر المومنین ہی ولایت عامہ کی بنا پر اس کے ولی تھے، اس لئے انہوں نے بحیثیت ولی مقتول کے قاتل کو معاف کرکے اس کی دیت خود ادا فرمائی تھی، اس لئے اس نظیر کا اطلاق ان مقتولوں پر نہیں ہوتا جن کے وارث موجود ہیں اور نہ ان مقتولوں پر ہوتا ہے جن کو ڈکیتی، دہشت گردی اور رہزنی کا نشانہ بنایا گیا ہو۔ بعض لوگوں کی طرف سے سیاسی حالات کے حوالے سے ''قاتل پر رحم'' کی اپیلیں کی جاتی ہیں، مگر اسلام کی نظر میں سیاسی حالات میں بگاڑ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اسلامی حکومت مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلانے میں ناکام رہے اور ظالموں کو یہ اطمینان ہو کہ وہ مخلوق خدا پر ظلم وتعدی کے پہاڑ توڑنے کے بعد بھی سیاسی حالات بگاڑ کر سزا سے بچ رہیں گے۔

''وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً''

''اور اس فتنے سے ڈرو جو تم میں سے صرف ظالموں تک محدود نہیں رہے گا (بلکہ دوسرے لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے)۔''

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

**محترم قارئین اور ایجنسی ہولڈرز توجہ فرمائیں**

عید الاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۴۳-۴۴ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔
ہمارے محترم قارئین اور ایجنسی ہولڈر حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

# قربانی... سنتِ ابراہیمی کی پیروی

محمد طیب خان سنگھانوی

قربانی قدیم ترین شعائر دین میں سے ہے اور یہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظیم اور یادگار سنت ہے۔ ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ابتلا اور آزمائش کی بڑی بڑی کٹھن وادیوں سے گزرنا پڑا اور حق وصداقت کے اس علمبردار نبی و پیغمبر (علیہ السلام) نے خدا کی راہ میں جو قربانیاں پیش کی ہیں، وہ قرآن حکیم نے ابدالآباد تک محفوظ کردیں۔ شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جد امجد کے ایک ایک کارنامے کو قرآن حکیم نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی راہ میں اپنے ماں باپ، خاندان اور برادری سے قطع تعلق کیا، وقت کے سب سے بڑے بادشاہ نمرود سے مباحثہ ومقابلہ کرنا پڑا، اعلان حق کی پاداش میں آگ کے الاؤ میں جھونک دیئے گئے۔ ہزاروں دعاؤں اور تمناؤں کے بعد بڑھاپے میں اولاد نصیب ہوئی تو حکم خداوندی کے تحت عرب کے ریگستان میں ان کو چھوڑ دینا پڑا۔ جب چلنے پھرنے کے قابل ہوا اور ماں باپ کے آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکا تو خدا کے حکم سے اسے قربانی کے لئے پیش کردیا گیا، باپ اور بیٹے دونوں حکم خداوندی کے سامنے تسلیم ورضا کے پیکر بن گئے تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے اس کے بدلے قربانی کا جانور بھیج کر ان کی جان بچائی اور باپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کی اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے سبب کو قائم رکھا، یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلوص نیت اور عبدیت کاملہ ہی کی بدولت ہوا۔

غرض، خدا کی راہ میں جس قسم کی قربانی پیش کی جاسکتی تھی، اللہ کے اس برگزیدہ اور نیک بندے نے پیش کرکے قیامت تک کے لئے مثال قائم کردی۔ ہماری قربانیاں، ہمارے حج، ہمارے عمرے سب کے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روحانی کارناموں کی زندہ وتابندہ یادگاریں ہیں۔ حج اور عمرے میں جس قدر ارکان ادا کئے جاتے ہیں، وہ سب حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ (علیہم السلام) کے افعال، اعمال، عبدیت ہی کی نقل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں نے جس جس طریقے پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرکے اس کی خوشنودی حاصل کی وہ تمام افعال، حج اور عمرے کے مناسک بنادیئے گئے۔ قربانی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عملی یادگار ہے، جو ہمیشہ سے چلی آرہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی، دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان ہر سال اس سنت ابراہیمی کو زندہ کرتے ہیں اور اپنے خلوص نیت اور عبدیت کاملہ کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

قرآن حکیم میں قربانی سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"سو آپ نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔" (الکوثر)

"آپ کہہ دیجئے کہ بے شک، میری نماز، میری قربانی اور میری زندگی اور موت، سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔" (الانعام)

ہمارے آقا ومولیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت اور طریقہ ہے۔" (مسند امام احمد)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے۔ (ترمذی)

ایک اور مرتبہ ارشاد فرمایا کہ: قربانی کے جانور کے بدن پر جس قدر بال ہوتے ہیں، ہر ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا کہ اے بیٹی فاطمہ! جاؤ، اپنی قربانی پر حاضری دو، کیونکہ اس کے خون سے جونہی پہلا قطرہ

زمین پر گرے گا تمہارے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے، نیز وہ جانور (قیامت کے دن) اپنے خون اور گوشت کے ساتھ لایا جائے گا پھر اسے ستر گنا (بھاری کرکے) تمہارے میزان عمل میں رکھا جائے گا۔ حضرت ابو سعیدؓ نے (یہ عظیم الشان فضیلت سن کر بے ساختہ) عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ فضیلت صرف خاندان نبوت (آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ وہ (واقعتاً) اس کارخیر کے زیادہ مستحق ہیں یا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ (عظیم الشان فضیلت) خاندان نبوت کے لئے تو بطور خاص ہے اور تمام مسلمانوں (میں سے جو قربانی کرے، اس) کے لئے بھی عام ہے۔ (الترغیب والترہیب)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور کا پہلا قطرہ گرتے ہی قربانی کرنے والے کے گناہوں کی مغفرت ہوجاتی ہے اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے بھی ذبح کراسکتا ہے، مگر ذبح کے وقت وہاں خود حاضر رہنا افضل ہے۔ (شامی)

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گنجائش رکھتا ہو قربانی کرنے کی پھر بھی قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۲۷، ج:۱)

لہٰذا ایسی تاکیدی سنت (قربانی) جو کہ قرآن پاک کے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ ایک صاحب استطاعت مسلمان کا بلاعذر شرعی چھوڑنا یقیناً سخت ترین گناہ ہے اور اس پر عمل کرنا تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔

اللہ رب العزت ہر مسلمان کو قربانی کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆............☆☆

# اک اک قدم پہ موت کا ساماں ہے آج کل

**قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری**

برہم بہت نظام گلستاں ہے آج کل
ہر برگ و گل چمن کا پریشاں ہے آج کل

ہم پر نگاہ گردش دوراں ہے آج کل
صبح وطن بھی شام غریباں ہے آج کل

اک پل کا بھی نہیں ہے زمانے میں اعتبار
اک اک قدم پہ موت کا ساماں ہے آج کل

اخلاق کی بھی روح بدن سے نکل چکی
انسانیت کا جسم بھی بے جاں ہے آج کل

ہندو کے ہاتھ دھرم کی مٹی خراب ہے
مسلم سے خوار دہر میں ایماں ہے آج کل

یوں تو کوئی بھی شے یہاں ارزاں نہیں رہی
اک آدمی کا خون ہے جو ارزاں ہے آج کل

فطرت کا یہ فسونِ دورنگی تو دیکھنا
روئے خزاں پہ رنگ بہاراں ہے آج کل

کس کو امید، کوئی تمنا بر آئے گی
یہ خواب ایک خوابِ پریشاں ہے آج کل

اہل جہاں سے عقل گریزاں ہے آج کل
اپنا ہی ہاتھ اپنا گریباں ہے آج کل

## سیّدنا ابراہیم علیہ السلام

# عشق و وفا کے مثالی پیکر

عمران احمد سلفی

عیدالاضحیٰ کیا ہے؟ ایثار و قربانی کی ایک عظیم داستان جو جدّ انبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے متعلق ہے۔ ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی رضائے الٰہی میں خلوص دل سے قربانی، فدائیت، خود سپردگی اور تسلیم و رضا کی ایک عجیب کہانی ہے۔ اگرچہ وہاں ایک معجزہ ظہور میں آ گیا اور ان کی جگہ ایک دنبہ ذبح کر دیا گیا مگر یہ یادگار واقعہ قوموں کی زندگی و حیات مستعار میں ایک بڑے سنگ میل اور آمادگی تسلیم و رضا، ایثار کے لئے یاد رکھنا اور قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس سے قوموں کا لہو گرم رہے گا۔ عمل کی قوت برقرار رہے گی۔ فدائیت کے جذبوں کو جلا ملے گی اور مقام تسلیم و رضا کی حدود متعین ہو جائیں گی۔

آج کے دن ملت اسلامیہ پوری دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرتی ہے، اس دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی قربانیوں سے بھری ہوئی ہے۔

گو ابراہیم علیہ السلام ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے جس کی رگ رگ میں شرک رچا بسا ہوا تھا، لیکن اللہ نے ان کو ابتدا ہی سے ایسی فطرت سلیم عطا فرمائی تھی کہ وہ ہر قسم کے شرک سے بیزار تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دنیا کا امام اور پیشوائے موحدین بنایا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنے گھر، اپنے خاندان، اپنی قوم، اپنے ملک کو چھوڑا، ایک داعی حق اور مومن و مسلم بندے کے لئے سب سے زیادہ عزیز شے اس کی دعوت ہوتی ہے۔ اس کے لئے جو بھی قربانی دینی پڑے وہ دیتا ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے مقصد اور اپنی دعوت کی بقا کی خاطر ہر چیز کو قربان کر کے گھر سے نکلنے کا فیصلہ کیا۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ قربانی کائنات میں صرف ایک ہی مثال ہے۔ دوسری کوئی تصویر اس کا ہلکا تاثر بھی پیش نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس بلند ترین تخیل تسلیم و رضا کو ایک یادگار کی حیثیت سے کائنات کے حقائق ابدی کے طور پر باقی رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ بھی ایک سنت ہے کہ جب وہ کسی بندۂ مومن کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے تو ساتھ اس کی آزمائش بھی کرتا ہے، جس کا مقام جتنا زیادہ بلند ہوتا ہے اس کے لئے اتنی ہی زیادہ آزمائش ہوتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تو زندگی عبارت ہی آزمائش سے تھی۔ قرآن کریم میں ذکر ہوا ہے:

"اور ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے کئی بار آزمایا، پس جب وہ ان میں پورا اترا تو فرمایا میں تجھ کو انسانوں کا امام بناؤں گا۔"

گھر بار سب کچھ چھوڑ کر ملکوں، ملکوں کی خاک چھانی، اردن، شام، فلسطین گئے اب جو حکم ملا کہ (زمین کی ناف) ابھی خالی پڑی ہے، وہاں خانہ کعبہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا، چنانچہ نومولود بچے اسماعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ کو لے کر حجاز روانہ ہو گئے اور بالآخر اس جگہ پہنچ گئے، جہاں اب بیت اللہ ہے، لیکن یہ آزمائش کا اختتام نہ تھا، ابھی تو ابتدا ہوئی تھی، اشارہ ہوا کہ اس بچے اور اس کی ماں کو یہیں چھوڑ کر چلے جاؤ، یہ کتنی بڑی آزمائش تھی، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سر تسلیم خم کیا اور تعمیل حکم شروع کر دی، ایک مشکیزہ اور ایک تھیلی کچھ کھجور کی دے کر اس سنسان وادی میں جہاں دور دور تک نہ آدم، نہ آدم زاد، ہُو کا عالم ایک درخت کے نیچے (جہاں اب زمزم ہے) ماں اور بیٹے کو چھوڑ کر واپس روانہ ہو گئے، ان کی اہلیہ محترمہ اس واقعے کے پس منظر سے ناواقف تھیں، اسی اضطراب میں.... آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے کچھ دور تک دوڑیں اور پکار پکار کر کہا کہ ہمیں اس بے آب و گیاہ وادی میں کیوں اور کس لئے چھوڑے جا رہے ہیں؟ لیکن ابراہیم نے نہ پلٹ کر دیکھا اور نہ ہی کوئی جواب دیا، سوچتے ہوں گے کہ میں ایک کمزور انسان ہوں، اگر پلٹ کر دیکھا یا سمجھانے کی خاطر جواب دیا تو مبادا جذبات سے مغلوب ہو جاؤں... اور یوں اللہ کی اطاعت میں نقص واقع ہو جائے، چپ چاپ اپنے راستے پر چلتے گئے، حضرت ہاجرہ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کوئی

نئے آدمی نہ تھے کہ وہ ان کی سیرت وکردار سے واقف نہ ہوں، وہ اپنی زندگی کا بہترین عرصہ ان کے ساتھ گزار چکی تھیں، چنانچہ انہوں نے ازخود ہی پوچھا: کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کو کہا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بغیر مڑے جواب دیا: ہاں! وہ فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گئیں، اگر یہ بات ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

جب حضرت اسماعیل ۱۴ سال کے ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے لختِ جگر اسماعیل کو ذبح کر رہا ہوں، نبیوں کے خواب عام انسانوں کے اوہام کی طرح نہیں ہوتے کہ آدمی نے خیال کیا نہ کیا، نبیوں کے خواب تو نبوت کا ایک حصہ ہوتے ہیں، اس کی تعمیل کرنا اور اس کو پورا کرنا ان پر لازم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

”وہ اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچ گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل سے کہا: بیٹا! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب تم بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت اسماعیل نے کہا: ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کو کر ڈالئے، آپ ان شاء اللہ مجھے صابروں میں پائیں گے۔“

ایک ایسے باپ کے دل سے ذرا سوچئے کہ جس کے بڑھاپے میں ایک ہی بیٹا ہو اور بڑھاپے کا سہارا ہو، بیٹا بھی ہو، نیک، فرمانبردار اور سعادت مند، جوانی کی سرحدوں میں داخل ہو رہا ہو اور جس سے امید کی جاتی ہو کہ آئندہ نہ صرف وہ خاندان کا بوجھ اٹھائے گا بلکہ اس عظیم مقصد، اس عظیم دعوت کو پھیلائے گا جس کے لئے والد نے ساری عمر قربان کر دی تھی، اس بیٹے کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے کو تیار ہو جائے گا اور وہ بھی محض خدا کی خوشنودی کی خاطر، کسی غصے یا ناراضی سے نہیں، یہ بات کہتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر کیا گزری ہوگی؟ خاک وخون میں تڑپتی ہوئی لاش کا منظر آنکھوں کے سامنے پھر گیا ہوگا اور اس عظیم باپ کے عظیم فرزند جس کو اللہ تعالیٰ نے غلام حلیم کا لقب دیا تھا اور انہوں نے اپنے حلیم اور سلامت روی کا بھرپور ثبوت دیا، نہ ڈرتا ہے، نہ ہچکچاتا ہے، نہ جان بچانے کی فکر کرتا ہے، نہ باپ پر الزام تراشی کرتا ہے، پوری طمانیت قلب کے ساتھ جواب دیتا ہے کہ:

”ابا جان! آپ کو جو کچھ حکم دیا گیا ہے اس کو کر ڈالئے، میں نہ بھاگوں گا، نہ شور وواویلا کروں گا، نہ بہانے تراشوں گا۔“

ایک عجیب بیٹا تھا، ایک عظیم نبی کی دعاؤں کا مجسم ظہور تھا، دعوت ابراہیم ... کا وارث بننے والا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سوچا حکم ربانی کی تعمیل میں دیر نہیں کرنا چاہئے، مبادا شیطان قدم ڈگمگا دے اور اطاعت الٰہی کے راستے سے ہٹا دے، اب چشم فلک نے وہ نظارہ دیکھا جو نہ اس سے پہلے دیکھا گیا اور نہ بعد کو، اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبۂ تعمیل ورضا کا امتحان دنیا کو دکھانا چاہتا تھا کہ میں جس کو اپنا خلیل بنا رہا ہوں وہ کس جذبے سے سرشار ہے، وہ تو یہ بتانا چاہتا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ذمہ جو کام تھا وہ ادا کر چکے تھے، اب اس کو قبول کرنا اور اس کا اجر عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صابر، شاکر بندوں کی قربانی قبول کی اور ایسا اجر عطا کیا جو قیامت تک جاری رہے گا۔ وہ جزا یہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی فوری جزا کہ چھری اپنی ساری تیزی اور قوت کے باوجود کند ہو کر رہ گئی اور اسماعیل کو خراش تک نہ آئی، اس جزا کا اعادہ تھا جو باپ کو بیٹے کی قربانی پر تھی۔ ”اے آگ! تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا“ اب اسی جگہ اپنے بیٹے کے لئے اس صورت میں کہ تیز چھری کند ہو کر رہ گئی اور دوسری جگہ باپ بیٹے کو اللہ نے درجات عالیہ سے نوازا، خلیل اللہ کو لوگوں کا امام بنایا اور بیٹے کی جان بچائی اور ذبیح اللہ کا خطاب دیا۔☆☆☆

## آخر وقت میں قبول ایمان

مالک رام میانوالی میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوا، تعلیم سے وابستہ تھا، بڑا ادیب تھا، اس نے بڑی تحقیق کی اور بہت سی کتابیں بھی لکھیں، ابوالکلام کی کتابیں بھی اس نے ترتیب دیں، ساری عمر کفر میں گزار دی مگر مرنے سے پانچ روز پہلے اللہ نے ایمان لانے کی توفیق بخشی اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گیا۔ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ سے اس کی جان پہچان ہوگئی، انہوں نے بیمار پرسی کا خط لکھا، جس کی تفصیلات تو معلوم نہیں ہو سکیں مگر اس خط کا یہ اثر ہوا کہ مرنے سے پہلے ایک آدمی کو بلا کر وصیت نامہ اور اقرار نامہ لکھوایا اور مولانا کو خط کا جواب بھی لکھوایا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، میں اس خط لکھنے والے حافظ اور آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور قیامت والے دن گواہی کا یہ ورق آپ سے طلب کر لوں گا، بہرحال اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آخری وقت میں اسلام قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی، حالانکہ ساری زندگی کفر وشرک میں گزار دی، دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ شاہ عبدالعزیزؒ کے درس میں ایک پنڈت آکر بیٹھا کرتا تھا اور آپ کے درس سے مستفید ہوتا تھا، شاہ ولی اللہؒ نے ہدایت کر رکھی تھی کہ اس بوڑھے پنڈت کو درس سننے دو اور اس کو ہٹانا نہیں، وہ پنڈت کافی عرصہ تک حضرت کا درس سنتا رہا اور اس کے ذہن میں اسلام کا اثر ہوتا رہا، شاہ صاحب کی زندگی میں تو پنڈت اسلام نہ لایا مگر آپ کی وفات کے بعد اور اپنے مرنے سے صرف تین دن پہلے ایمان قبول کر لیا، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے جس وقت بھی عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایمان کی حالت میں موت سے ہمکنار کرے۔ آمین۔

# احترام انسانیت کا فلسفہ

سید نظیر الحسن گیلانی

لفظ مسلم ''سِلْم'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی سلامتی کے ہیں۔ ایک مسلمان دوسرے سے اپنی ملاقات کا آغاز ''السلام علیکم'' کے ذریعے سلامتی کا پیغام دے کر کرتا ہے اور اپنے روزمرہ کے دیگر معاملات میں کثرت سے اس لفظ کا تکرار کرتا ہے کہ اس کے کسی بھی ذی روح کے لئے موجب ایذا و ضرر بننے کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح ''مومن'' کا لفظ ''امن'' سے ماخوذ ہے اور یہ لفظ خود ہی یہ وضاحت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ایک مومن پوری انسانیت کے لئے امن و سلامتی کا داعی ہے۔ مسلم اور مومن کے الفاظ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دین اسلام کی بنیاد ہی امن و سلامتی اور صلح و آشتی پر رکھی گئی ہے اور یہ مذہب مسلمانوں کے باہمی معاملات میں ہی نہیں، بلکہ اقوامِ عالم کے ساتھ ان کے معاملات کو بھی ان ہی بنیادوں پر استوار کرتا، انسانیت کے آپس میں تعلق کا ایک فطری راستہ سمجھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ، جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی اختیار نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا رب قرار نہ دے۔ اس پر بھی اگر وہ لوگ حق نہ مانیں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلم ہی ہیں۔'' (آل عمران)

سزاؤں کے بارے میں اسلام کے اس بنیادی اصول کا اطلاق کہ ہر شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے اور کسی کے جرم کی سزا کوئی دوسرا نہیں بھگت سکتا، صرف مسلمانوں کے آپس کے معاملات میں ہی نہیں ہوتا، بلکہ یہ پوری انسانیت کے ساتھ ان کے تعلق کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جو کوئی بُرا کام کرتا ہے، اس کا ضرر اسی کو پہنچتا ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

(الانعام)

کسی بھی حالت میں عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے اور شخصی عداوتوں اور نفرتوں کو انصاف کی فراہمی کی راہ میں حائل نہ ہونے دینے کے بارے میں اسلام کے احکام کے مخاطب مسلمان، صرف آپس کے تنازعات میں ہی اس حکم کے پابند نہیں، بلکہ ہر قوم و ملت کے ساتھ ان کے تنازعات میں اس اصول کی پابندی لازم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو، انصاف کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔''

(المائدہ)

کسی سے بدلہ لینے اور انتقام کی طاقت رکھتے ہوئے دوسروں کو معاف کردینے کے اصول کا پاس صرف مسلمانوں کے اپنے تنازعات و اختلافات میں ہی واجب نہیں، بلکہ وہ مذہب و ملت کی کسی تفریق و امتیاز کے بغیر اس اصول کی پاس داری کے پابند ہیں۔

ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ کرنے اور ظلم سے باز رہنے کے حکم کی پیروی اپنے بین الملی تعلقات ہی میں مسلمانوں پر لازم نہیں، بلکہ وہ بین الاقوامی تعلقات میں بھی اس حکم کی پیروی کے پابند ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ عدل کا اور حُسنِ سلوک اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا حکم دیتا ہے اور حد سے متجاوز بُرائی سے، ناز یبا کاموں سے اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں یہ نصیحت کرتا ہے تاکہ تمہیں یاددہانی ہو جائے۔'' (النحل)

انسانی معاشرے میں امن و سکون اور محبت و اخوت کے جذبات کے فروغ کے لئے عفو و درگزر کا مستحسن اور ظلم و زیادتی کا قبیح ہونا، صرف مسلمانوں کے باہمی معاملات کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ پوری

انسانیت کے ساتھ ان کے معاملات کے ضمن میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور بُرائی کا بدلہ ویسی ہی بُرائی ہے، مگر جو شخص درگزر کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ ہی کے پاس ہے، بے شک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔'' (الشوریٰ)

انسانی معاشرے میں رفت ورحمت اور شفقت کے جذبات پروان چڑھانے کے لئے مسلمانوں کو بُرائی کے بدلہ بھلائی اور بدی کے بدلے نیکی کی ترغیب صرف اپنے آپس کے تعلقات کے لئے نہیں دی گئی، بلکہ یہ پیروی انسانیت کے ساتھ ان کے تعلق میں پسندیدہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور نیکی اور بدی برابر نہیں، آپ نیک برتاؤ سے بدی کو ٹال دیا کیجئے، پھر یکا یک آپ میں اور جس میں عداوت تھی، ایسا ہوجائے گا، جیسے کوئی دلی دوست ہوتا ہے اور یہ بات تو صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل مزاج ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔'' (حٰم السجدہ)

اسلامی قانون انسانیت کو قتل وغارت اور توہین وتذلیل سے بچانے اور اس کی املاک کو تخریب وتباہی سے محفوظ رکھنے کی خاطر مسلمانوں کے لئے یہ لازم ٹھہراتا ہے کہ عین حالت جنگ میں بھی ان کی طرف سے اٹھایا جانے والا ہر قدم پورے شعور وادراک اور غور وفکر کے بعد اٹھے، مبادا کوئی بے گناہ اس کی زد میں نہ آجائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کے راستے میں نکلو تو پوری تحقیق وتفتیش کے بعد ہی کوئی قدم اٹھاؤ۔'' (النساء)

عین اس حالت میں بھی اگر کوئی ان کے ساتھ الجھنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور صلح وآشتی کا خواہاں ہو تو اسلام اس پر ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اگر وہ تم سے علیحدگی اختیار کرلیں اور لڑنے کا ارادہ نہ رکھتے ہوں اور صلح کی پیشکش کریں تو اس صورت میں آپ ان کے خلاف کارروائی سے رک جائیں۔'' (النساء)

معرکۂ حق وباطل کے دوران بھی اگر دشمن کے جنگجو، امن وصلح کا راستہ اختیار کرنے کے لئے آمادہ ہوجائیں تو ان کی اس پیشکش کو قبول کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اگر وہ صلح کے لئے جھکیں تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہوجاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو کہ بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے۔'' (الانفال)

عین اس حالت میں بھی اگر دشمن کے لشکر کا کوئی فرد امان طلب کرے تو اسے یہ مہیا کرنے اور اس کی بحفاظت واپسی کا اہتمام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اگر اسلامی قانون ہتھیار پھینک دینے اور مسلمانوں کی امان کا طالب ہونے کی صورت میں دشمن کے جنگجو قاتلوں سے اس طرح کے سلوک کا حکم دیتا ہے تو دشمنوں کی عورتوں، بچوں، بوڑھوں، بیماروں، گوشہ نشینوں اور ایسے افراد کے بارے میں جو جنگی کارروائیوں کا حصہ نہیں ہوتے اور جنگ وقتال سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا، کے ضمن میں اسلام کا رویہ کیا ہوگا؟ اس کا اندازہ ان ہدایات سے لگایا جاسکتا ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے خلاف جنگی کارروائیوں کے لئے بھیجے جانے والے اسلامی لشکر کو دیتے تھے۔ اس موقع پر آپ فرماتے تھے:

''میں تمہارے دین کو، تمہاری امانت کو، تمہارے نتائج واعمال کو اللہ کے سپرد کرکے تمہیں میدانِ جنگ میں جانے کے لئے رخصت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ کے لئے اور اللہ کے رسولؐ کے طریقے کے پابند ہوکر میدان جنگ میں جاؤ، بوڑھوں، بچوں، لڑکوں اور عورتوں کو ہرگز قتل نہ کرنا، خیانت نہ کرنا، مال غنیمت کو منظم طور پر جمع کرنا، اصلاح اور احسان کرنا، بے شک اللہ احسان کرنے والوں ہی کو دوست رکھتا ہے۔'' (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

سن ۸ ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام اور پیغمبر اسلام کے بدترین دشمنوں کے بارے میں آپؐ کا یہ اعلان بھی دشمن کے عام شہریوں کے بارے میں اسلامی قانون کے طرز عمل کا عکاس ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے، اسے امن ہے، جو اپنے گھر کے دروازے بند کرلے، اسے امن ہے اور جو ہتھیار پھینک دے، اسے امن ہے۔'' (مجمع الفوائد،۲/۲۶)

دشمن کے عام شہریوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں مشہور حنفی فقیہ امام ابوجعفر طحاویؒ اسلامی قانون کا منشا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حربی کافر جب اس طرح اپنے بچوں کو ڈھال بنالیں کہ مسلمانوں کے لئے ان بچوں کو مارے بغیر تیر اندازی محال ہو تو

ایسی صورت میں جمہور علماء کے نزدیک دشمنوں پر تیراندازی حرام ہوگی۔ اسی طرح حربی کافروں کے اپنے بیوی بچوں کے ہم راہ قلعہ بند ہو جانے کی صورت میں حملے سے اگر ان کے بیوی بچوں کی جانوں کے نقصان کا خطرہ ہو تو بھی مسلمانوں پر حرام ہوگا کہ اس قلعے پر تیراندازی کریں۔“

(شرح معانی الآثار)

آج احترام آدمیت اور انسانی حقوق کی پاسداری کی دعویدار حکومتیں جب کسی ملک وقوم پر حملہ آور ہوتی ہیں تو بے گناہ و معصوم بچوں، ناتواں، بوڑھوں، کمزور عورتوں، لاغر بیماروں اور دینی جھگڑوں سے الگ تھلگ گوشہ نشینوں اور جنگ میں عملاً برسر پیکار سپاہ کے درمیان کوئی تفریق و امتیاز روا نہیں رکھتیں۔ حتیٰ کہ جنگلوں اور غاروں میں پناہ گزین انسان، ہسپتالوں میں پڑے مریض اور گاڑیوں میں سفر کرنے والے مسافر تک ان کے آتش انتقام کی بھینٹ چڑھے بغیر نہیں رہتے، پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران کروڑوں انسانوں کے قتل عام کو اگر قصۂ ماضی سمجھتے ہوئے بھلا بھی دیا جائے تو اکیسویں صدی کے اس مہذب دور میں دنیا کے کئی حصوں میں عام شہریوں کے قتل عام کو کس طرح نظرانداز کیا جاسکتا ہے۔

اگر دشمن کے عام شہریوں کے ساتھ سلوک کے ضمن میں اسلامی قانون بھی اس طرز عمل کی اجازت دیتا ہوتا، جس کا مظاہرہ موجودہ عالمی طاقتیں خود کررہی ہیں، مگر اسے منسوب اسلام اور مذہب اسلام کے ماننے والوں سے کررہی ہیں تو عہد نبوی میں لڑی جانے والی جنگوں میں کام آنے والے دشمنوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوتی جسے ممتاز مذہبی اسکالر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بیان کیا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

”عہد نبوی کی جنگیں تاریخ انسانی میں غیر معمولی طور سے ممتاز ہیں۔ اکثر دگنی، تگنی اور بعض وقت دس گنی قوت سے مقابلہ ہوا اور قریب قریب ہمیشہ ہی فتح حاصل ہوئی۔ دوسرے چند مکلوں پر مشتمل شہری مملکت سے جو آغاز ہوا، وہ روزانہ دو سو چھتر سے بھی زیادہ مربع میل کی اوسط سے وسعت اختیار کرتی ہے اور دس سال میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو دس لاکھ سے بھی زیادہ مربع میل کا رقبہ آپ کے زیر اقتدار آچکا تھا۔ اس تقریباً ہندوستان کے برابر وسیع علاقے کی فتح میں جس میں یقیناً عیسائیوں کی آبادی تھی۔ دشمن کے صرف ڈیڑھ سو آدمی قتل ہوئے اور مسلمان فوج کا مشکل سے اس دس سال میں ماہانہ ایک سپاہی شہید ہوتا رہا۔ انسانی خون کی یہ عزت و تکریم تاریخ عالم میں بلاخوف تردید بے نظیر ہے۔“

(عہد نبوی کے میدان جنگ ص:۲)

☆☆..........☆☆

## ختم نبوت کورز پروگرام کوئٹہ

کوئٹہ (رپورٹ: حافظ حمزہ ملوک) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ بلوچستان کے مبلغ مولانا محمد یونس صاحب کی محنت اور پروفیسر مولانا محمد ابراہیم صاحب، پروفیسر اسلامیہ کالج اور پروفیسر رشید احمد درانی صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج کے تعاون سے کوئٹہ کی عظیم عصری درسگاہ اسلامیہ کالج میں ایف ایس سی کے طلبا کو ختم نبوت کورز پروگرام کرایا گیا۔ کورس کے اختتام پر طلبا سے تحریراً امتحان بھی لیا گیا اور پوزیشن لینے والے ۴ طلبا کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی طرف سے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۱۵ دی گئی اور دو طلبا جنہوں نے مکمل مجوزہ نمبر حاصل کئے ایک، ایک ہزار روپے نقد انعام دیا گیا۔

تقسیم انعام کی تقریب میں عالمی مجلس بلوچستان کے نائب امیر حضرت مولانا عبداللہ منیر صاحب، پروفیسر عبدالجلیل کے علاوہ دیگر جماعتی حضرات بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبداللہ منیر صاحب نے طلبا کو تحفظ ختم نبوت اور تردید فتنہ قادیانیت کا مسئلہ بڑی وضاحت کے ساتھ سمجھایا۔

انہوں نے کہا کہ آج کل فتنوں کی بہتات ہے ہر طرف سے نئے نئے فتنے اٹھ رہے ہیں اور ہر فتنہ کا مقصد مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنا ہے انہی فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ ”فتنۂ قادیانیت“ ہے۔ قادیانی مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے ہیں دنیا میں بہت ساری تنظیمیں موجود ہیں لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وہ واحد تنظیم ہے جو مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرتی ہے۔ آپ کے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دینی و عصری اداروں میں ختم نبوت کورس کراتی رہتی ہے تا کہ ہمارے مسلمان طلبا فتنہ قادیانیت کو سمجھ سکیں اور قادیانیوں کی نوکری اور چھوکری کے لالچ میں اپنا ایمان نہ بیچ ڈالیں۔

حاضرین اور طلبا نے اس بات کا عزم کیا کہ جب تک زندہ رہیں گے انشاء اللہ تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرتے رہیں گے۔ آخر میں حضرت مولانا عبداللہ منیر صاحب نے رقت آمیز دعا کرائی کہ ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر دل سے یہ دعا نکل رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ترقی عطا فرمائے اور مبلغین و کارکنان کو ہمت و حوصلہ، استقامت، اخلاص عطا فرمائے کہ وہ لوگوں کے ایمان کی حفاظت کرتے رہیں۔

## بابری مسجد کو شہید کرنے کا جرم

# قبولِ اسلام کا سبب بن گیا

بلبیر سنگھ کی پیدائش ۶ ردسمبر ۱۹۷۰ء کو پانی پت کے ایک گاؤں میں راج پوت گھرانے میں ہوئی تھی، ان کے والد ایک اچھے کسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک پرائمری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے، وہ بہت اچھے انسان تھے اور انسانیت دوستی ان کا مذہب تھا۔ وہ کسی پر بھی ظلم برداشت نہیں کر سکتے تھے، وہ ہمیشہ مذہب سے بالاتر ہو کر سب کی مدد کو تیار رہتے تھے، بلبیر سنگھ نے اپنے گاؤں کے اسکول سے ہائی اسکول پاس کر کے انٹرمیڈیٹ کے لئے پانی پت میں داخلہ لے لیا، جہاں اس کی دوستی کچھ شیوسینکوں سے ہوگئی اور وہ بھی شیوسینا میں شامل ہوگیا، بلبیر کے والد کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے اسے بہت سمجھایا، انہوں نے اسے تاریخ کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ نفرت بھری تاریخ انگریزوں نے ہمیں لڑانے کے لئے گھڑی ہے۔ شیوسینا نے اس کے اندر مسلمانوں کے خلاف نفرت بھری تھی، جس کی وجہ سے اس کی سمجھ میں اپنے والد کی کوئی بات نہیں آئی۔ ۱۹۹۰ء میں ایڈوانی کی رتھ یاترا میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ ایودھیا میں رام مندر بنا کر رہے گا، بلبیر سنگھ خود بتاتے ہیں کہ: ''ہم لوگ ۴ ردسمبر ۱۹۹۲ء کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جس میں میرا دوست سونی پت کا یوگیندر پال بھی تھا، جس کے والد سونی پت کے ایک بڑے زمین دار ہیں، وہاں ہم نے اوما بھارتی کا بھاشن سنا جس نے ہمارے اندر آگ بھر دی جیسے ہی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا: ''دھکا ایک اور دو، بابری مسجد توڑ دو'' بس میری مرادوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا اور ہم لوگ کدال لے کر بابری مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور ''جے رام'' کے نعرے لگانے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے مسجد مسمار ہوگئی، اس کے بعد خوشی خوشی ہم لوگ واپس پانی پت آ گئے، وہاں ہماری خوب پیٹھ تھپتھپائی گئی'' یہ بات جب بلبیر سنگھ کے والد کو معلوم ہوئی تو وہ بہت ناراض ہوئے۔ انہوں نے بلبیر سے کہا کہ وہ اس کا منہ دیکھنا نہیں چاہتے، وہ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔ انہوں نے کہا تم جیسے لوگ دیس کو توڑنا چاہتے ہو، بلبیر بھی غصے میں پانی پت آ گیا۔

ام فاکہہ زنجانی (جدہ)

بلبیر سنگھ کا کہنا ہے کہ اگر اس کے دوست یوگیندر کا ذکر نہ کیا جائے تو اس کے اسلام قبول کرنے کی کہانی ادھوری رہے گی۔ یہ لوگ جب پانی پت واپس آئے تو مسجد کی دو اینٹیں بھی ساتھ لائے تھے۔ یوگیندر نے نفرت میں ان اینٹوں پر پیشاب کیا، اس واقعہ کے چار پانچ روز بعد ہی یوگیندر کا دماغ خراب ہوگیا، پاگل ہو کر وہ ننگا رہنے لگا، کپڑے پہناتے تو انہیں تار تار کر دیتا، اس کے والد بہت پریشان ہوگئے، وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا، انہوں نے اسے بہت سے عاملوں اور ڈاکٹروں کو دکھایا اور جس نے جہاں کہا وہاں لے کر گئے مگر اس کی حالت بگڑتی ہی جا رہی تھی، کسی نے انہیں مولوی محمد کلیم صدیقی صاحب کے بارے میں بتایا، انہیں پتہ چلا کہ وہ پاس کے گاؤں بوانا آنے والے ہیں، وہ لڑکے کو زنجیروں میں باندھ کر بوانا لے گئے، دوپہر کو ظہر سے پہلے مولوی صاحب آئے، انہیں پورا قصہ سنایا اور کہا ہم نے اسے بہت روکا تھا مگر یہ نہیں مانا اور سرپھروں کے چکر میں آ گیا۔

ساری کہانی سن کر مولوی صاحب نے کہا کہ ساری دنیا کو چلانے والا اللہ ہے، اللہ کے گھر کو گرا کر اس نے بڑا گناہ اور ظلم کیا ہے، اس میں کچھ گناہ ہم لوگوں کا بھی ہے کہ ہم نے دین کا پیغام غیر مسلم بھائیوں تک نہیں پہنچایا، اب ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں، بس یہ ہے کہ آپ بھی اس مالک کے سامنے گڑگڑائیں اور معافی مانگیں اور ہم بھی معافی مانگیں۔ مولوی صاحب نے مسجد میں گڑگڑا کر دعا کی، جب سب لوگ فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو اللہ کا کرم کہ یوگیندر نے اپنے باپ کی پگڑی اتار کر اپنے ننگے جسم پر لپیٹ لی اور جلد ہی یوگیندر نارمل ہونا شروع ہوگیا۔ یہ سب دیکھ کر یوگیندر اور اس کے والد نے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور سچے دل سے اسلام قبول کر لیا۔

یوگیندر کے والد جن کا نام چودھری رگھوبیر سنگھ تھا، محمد عثمان اور یوگیندر کا نام محمد عمر رکھا گیا، یہ لوگ خوشی خوشی اپنے گاؤں پہنچے، گاؤں کے بااثر لوگ ان کے دشمن ہوگئے۔ ان لوگوں نے گاؤں چھوڑ دیا اور دہلی میں آباد ہوگئے اور چند ہی دنوں میں یوگیندر کی ماں بھی مسلمان ہوگئی۔ محمد عمر کی شادی دہلی کے ایک

اچھے مسلمان گھرانے میں ہوگئی، گاؤں کا مکان اور زمین وغیرہ بیچ کر دہلی میں ایک کارخانہ لگالیا، بلبیر سنگھ کی قبول اسلام کی کہانی میں یوگیندر کی قبول اسلام کی کہانی کا بڑا ہاتھ ہے۔

۹؍مارچ ۱۹۹۳ء کو اچانک بلبیر سنگھ کے والد کا ہارٹ اٹیک سے انتقال ہوگیا۔ ان پر بابری مسجد کی شہادت میں بلبیر سنگھ کی شرکت کا بڑا غم تھا، بلبیر سنگھ کو بھی اپنے والد کی موت کا بڑا افسوس تھا۔ جون ۱۹۹۳ء میں محمد عمر (یوگیندر پال) پانی پت بلبیر سنگھ کے پاس بھی تعزیت کے لئے آیا اور اپنی پوری کہانی سنائی۔ یہ سن کر بلبیر سنگھ کا دل خوفزدہ ہوگیا، وہ ہر وقت خوفزدہ رہنے لگا کہ کہیں آسمانی آفت نہ گھیر لے۔ بلبیر سنگھ کا کہنا ہے کہ یوگیندر پال کی کہانی سن کر مجھے یہ یقین ہوگیا کہ اسلام میں ضرور کوئی طاقت ہے، جس کی وجہ سے اس کے دوست کو سزا ملی اور مسجد میں دعا کرنے پر وہ صحیح بھی ہوگیا، محمد عمر نے بتایا کہ مولوی کلیم صاحب پانی پت آنے والے ہیں، تم بھی ان سے ضرور ملنا بلکہ ہوسکے تو کچھ دن ان کے ساتھ رہ کر اسلام کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرنا۔ بلبیر نے پروگرام بنالیا اور محمد عمر کے ساتھ وہ مولوی کلیم صاحب سے ملنے پہنچ گیا۔ محمد عمر نے پہلے ہی اس کے بارے میں مولوی صاحب کو سب کچھ بتادیا تھا، مولوی صاحب اس سے بہت محبت سے ملے، ایک گھنٹہ وہ مولوی صاحب کے ساتھ رہا، جس میں انہوں نے اسے بہت سی باتیں سمجھائیں جس کا بلبیر پر بہت اثر ہوا۔ اس نے کچھ دن مولوی صاحب کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا، ان دنوں وہ جہاں بھی جاتے ان کی تقریریں بلبیر غور سے سنتا، اب وہ پوری طرح اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوچکا تھا۔ اس نے محمد عمر سے کہا: میں سچے دل سے اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اور الحمدللہ! ۲۵؍جون ۱۹۹۳ء کو ظہر کے بعد بلبیر نے اسلام قبول کرلیا۔ مولوی صاحب نے اس کا نام عامر رکھا۔ اسلام کے مطالعے اور نماز وغیرہ یاد کرنے کے لئے مولوی صاحب نے عامر (بلبیر سنگھ) کو اپنے ساتھ پھلت (یوپی) میں رہنے کا مشورہ دیا، عامر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ پھلت آگیا اور اسلام کی تعلیم حاصل کرنے لگا، تین ماہ کی محنت کے بعد الحمدللہ! اس کی بیوی بھی مسلمان ہوگئی، بعد میں خبر ملی کہ اس کی والدہ بھی مسلمان ہوگئیں۔ محمد عمر اور عامر نے بابری مسجد کو ڈھانے کا جو گناہ کیا تھا، اس کی تلافی کے لئے انہوں نے پروگرام بنایا کہ وہ دونوں مل کر ویران مسجدوں کو آباد کریں گے اور کچھ نئی مسجدیں بنانے کی ذمہ داری بھی انہوں نے لی۔ ۶؍دسمبر ۲۰۰۴ء تک پانی پت، ہریانہ، پنجاب، دہلی اور میرٹھ کینٹ کی تیرہ ویران اور مقبوضہ مسجدیں واگزار کراکے آباد کراچکے ہیں۔ محمد عمر اب تک بیس نئی مسجدیں بنواچکے ہیں اور اکیسویں مسجد کی بنیاد بھی رکھ چکے ہیں۔

محمد عامر (بلبیر سنگھ) آج کل پانی پت کے قصہ گوہانی میں ایک جونیئر اسکول چلا رہے ہیں۔ اس اسکول میں انگریزی میڈیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ محمد عمر کا کہنا ہے کہ مسلمان اپنے مقصد زندگی کو پہچانیں اور اسلام کو انسانیت کی امانت سمجھ کر اس کو پہچاننے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی فکر کریں۔ محمد عامر ہندوستان میں جگہ جگہ کیمپ لگاتے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ غافل مسلمان جاگیں اور انسانیت کے کام آئیں۔

(بشکریہ ماہنامہ البلاغ کراچی، ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ)

## ضروری اطلاع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کا ''خواجہ خواجگان نمبر'' شائع ہوگیا ہے، اسی طرح حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تالیف ''تذکرۂ خواجہ خواجگان'' بھی چھپ گئی ہے۔ دونوں کتب اپنے قریبی دفتر ختم نبوت سے طلب فرمائیں یا براہ راست مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان اور دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

رعایتی قیمت: ''خواجہ خواجگان نمبر'' 350 روپے

رعایتی قیمت: ''تذکرہ خواجہ خواجگان'' 100 روپے

(علاوہ ڈاک خرچ)

برائے رابطہ ملتان: 061-4783486 برائے رابطہ کراچی: 021-32780337

ہاضمہ درست، صحت برقرار
75 Tablets
Unani Medicine
NEO
Carmina
نئی کارمینا
75
قرص
نئی کارمینا
اب جدید سیل بند پیک میں دستیاب ہے
نباتی اجزا اور مجرب نمکیات زیادہ محفوظ' آپ کو ملے بہترین ذائقہ اور افادیت
سالہا سال سے آزمودہ نئی کارمینا قبض، گیس، سینے کی جلن، پیٹ کے درد، قے یا متلی کی کیفیت کو
فوری رفع کر کے صحت بحال رکھتی ہے۔
نئی کارمینا
ہمیشہ گھر میں رکھیے
ہمدرد

# قرآن پاک کے شفائی اثرات

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا سید محمد احسن بہاریؒ

## آیت الکرسی

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یہ آیت عرش کے خزانے سے ملی اور مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملی۔ (کنزالعمال)

اور یہ بھی وارد ہے کہ آیت الکرسی سب آیات قرآن مجید سے بڑھ کر ہے یعنی ثواب کے اعتبار سے اور یہ بھی ہے کہ یہ آیت قرآن کی آیات میں اشرف ہے، اس کو دم کرنے سے شیطان مال اور اولاد کے پاس نہیں آتا۔ (حصن حصین)

اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جس نے سونے کے وقت آیت الکرسی پڑھی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ اس کا محافظ رہتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے پاس نہیں آتا اور جو کوئی بستر پر لیٹ کر اس کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے ہمسایہ کے گھر اور اس کے گرد کے چند گھروں کو محفوظ رکھتا ہے۔ (خیر متین)

اور امام غزالی نے ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ بنی کعب میں سے ایک شخص نے مجھ سے حکایت بیان کی کہ میں بصرہ میں کھجور فروخت کے لئے گیا، وہاں میں نے کوئی مکان ٹھہرنے کا نہ پایا لیکن ایک ایسا گھر دیکھا جس میں مکڑیوں نے جالے لگا رکھے تھے، میں نے لوگوں سے اس مکان کا حال دریافت کیا لوگوں نے کہا: یہ بند پڑا رہتا ہے تب میں نے مالک مکان سے کہا کہ یہ مکان مجھے کرایہ پر دے، اس نے کہا تو کیوں اپنی جان کا دشمن ہوا ہے، اس کے اندر ایک جن رہتا ہے جو کوئی اس میں ٹھہرتا ہے وہ اسے ہلاک کر دیا ہے، میں نے اس سے کہا، جو کچھ ہو مکان مجھے کرایہ پر دے دے خدا بھلا ہی کرے گا، اس نے کہا تجھے اختیار ہے، آخر میں اس میں ٹھہرا، جب رات ہوئی تو ناگاہ ایک شخص نہایت سیاہ میرے پاس آیا، جس کی دونوں آنکھیں شعلے کی طرح نظر آتی تھیں، وہ میری طرف بڑھا، میں نے آیت الکرسی پڑھنا شروع کی ساتھ ساتھ وہ بھی پڑھتا گیا، جب میں "ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم" پر پہنچا تو وہ چپ ہو رہا، میں اسے مکرر پڑھتا گیا کہ یکا یک وہ میرے سامنے سے دور ہو گیا، پھر میں اس مکان کے ایک گوشہ میں جا کر سو رہا، جب صبح ہوئی تو جس جگہ میں نے اس شخص کو دیکھا وہاں راکھ کا ڈھیر پایا، پھر غیب سے کسی نے آواز دی کہ میں نے اس بڑے جن کو جلا ڈالا، میں نے کہا کہ کس چیز سے وہ جل گیا؟ اس پر غیبی شخص نے کہا کہ کلمہ "ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم" سے۔

☆...... جو کوئی دفع بلغم کے لئے اس آیت مقدس کو نمک کی سات کنکریوں پر سات سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور مریض کو کھلائے تو بفضلہ تعالیٰ جو کچھ مرض بلغم کا ہوگا جاتا رہے گا۔

☆...... جس وقت یہ آیت کسی مرگی والے کے سر پر گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کی جائے تو سے فوراً افاقہ شروع ہو۔

☆...... انسان سے جن کو دور کرنا چاہے تو اس شخص کے داہنے کان کی طرف سات مرتبہ اذان دے اور سات مرتبہ آیت الکرسی، سورۂ فاتحہ، معوذتین، سورۂ صافات اور آخر سورۂ حشر "لو انزلنا ھذا القرآن" سے "وھو العزیز الحکیم" تک اور سورۂ طلاق تلاوت کر کے دم کر دے، مجرب اور آزمودہ ہے۔

☆...... جو شخص بوقت سفر آیت الکرسی تلاوت کرے تو اسے سفر میں کچھ دقت پیش نہ آئے گی اور بخیر وخوبی گھر واپس آئے گا۔ (مجربات دیربی)

## سورۂ آل عمران

ترجمہ: "ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ کیا اچھا کارساز ہے۔" (آل عمران:۱۷۳)

خاصیت: جو کسی مصیبت اور غم میں مبتلا ہو وہ اس مقدس آیت کو بکثرت پڑھے۔ (حصن حصین)

## سورۂ نساء

اس سورۃ کی آیت نمبر۴: فکلوہ ہنیئا تک کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک عجیب دوا استنباط فرمائی ہے وہ یہ کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو مہر میں سے کچھ نقد دے اور عورت اس زر نقد کو لے کر پھر شوہر کو دے دے اور اس پیسے سے شہد خالص خرید لیا جائے اور اس میں بارش کا پانی ملا کر جس مریض کو پلائے انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور شفا پائے گا، مجرب آزمودہ۔ (از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ)

☆...... حدیث شریف میں ہے کہ اس سورۃ کو جمعہ کے دن پڑھا کرو۔ (خیر متین)

☆...... جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے اس پر کوئی ہتھیار اثر نہ کرے اور اس کو نصرت د

بیت اور فتح مندی حاصل ہو۔ (وظیفہ کریمہ)

## سورۂ یوسف

اگر اس کو صحیح لکھ کر حاملہ عورت کے گلے میں ڈال دیں تو اس سے فرزند جمیل وسعید اور پرہیزگار پیدا ہو۔ (مجربات دیربی)

☆...... ایک تابعیؒ سے مروی ہے کہ ہر غم والم کے لئے اس سورۃ کا پڑھنا تاثیر تام رکھتا ہے، پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا نام آئے، وہاں ایک سو چھپن مرتبہ یا عزیز پڑھے اور مقصود کو دل میں خیال رکھے۔

## سورۂ ابراہیم

جو کوئی باوضو ہو کر اس سورۃ کو ریشم کے ٹکڑے پر لکھ کر بچے کے گلے میں لٹکائے تو بفضلہ تعالیٰ اسے نظر بد اثر نہ کرے اور رونا، چلانا دست کی بیماری دور ہو اور دودھ چھڑانے کی پریشانی نہ ہو، یعنی بچہ آسانی سے دودھ چھوڑ دے۔ (درالنظیم)

## سورۂ حجر

جس عورت کو دودھ کم ہوتا ہو اس کے لئے سورۃ کو زعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلائے انشاء اللہ دودھ زیادہ ہوگا۔ (درالنظیم)

## سورۂ کہف

☆...... حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔ (کنزالعمال)

حاکم نے نقل کیا ہے کہ جو کوئی سورۃ کہف کو جمعہ کے دن پڑھتا ہے، اس کا دل دوسرے جمعہ تک نور سے روشن رہتا ہے اور دارمی نے بھی موقوفاً نقل کیا ہے کہ جو کوئی سورۃ کہف کو جمعہ کی رات میں پڑھے اس کے لئے اس کی جگہ سے خانہ کعبہ تک نور روشن رہتا ہے۔ (حصن حصین)

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جو سورۃ کہف کی آخر دس آیت یعنی وعرضنا جہنم یومئذ سے آخر سورۃ "لا یشرک بعبادۃ ربہ احدا" تک کو پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

## کھیعص حم عسق

یہ حروف مقطعات میں سے ہیں جب کسی حاکم وغیرہ سے خوف ہو تو کھیعص کے ہر حرف کو پڑھتا جائے اور داہنے ہاتھ کی ہر انگلیوں کو بند کرتا جائے اور پھر حم عسق کے ہر حرف کو پڑھتا جائے اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلیوں کو بند کرتا جائے، اس کے بعد حاکم کے پاس جائے اور اس کے روبرو دونوں ہاتھوں کو کھول دے تو بفضلہ تعالیٰ اس حاکم کے شر سے محفوظ رہے گا اور کوئی خرابی نہ پائے گا۔ (مجربات دیربی)

## سورۂ انبیاء

حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس سورۃ کو پڑھے گا، اس پر خداوند تعالیٰ قیامت کے دن حساب آسان فرمائے گا۔ (درالنظیم)

"ینار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراھیم۔" (الانبیاء:۶۹)

ترجمہ: "ہم نے کہا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی بن جا ابراہیم پر۔"

خاصیت: مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ اور مولانا شاہ اسحٰق دفع تپ دق کے لئے اس آیت کو لکھ کر دیا کرتے تھے۔ (مجربات عزیزی)

## سورۂ مدثر

جو کوئی شخص اس سورۃ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حفظ قرآن کی دعا مانگے وہ بفضلہ تعالیٰ حافظ ہو۔ (درالنظیم)

## سورۃ العلق

جو شخص اس سورۃ کو بارادہ سفر گھر سے چلنے کے وقت پڑھے وہ واپس آنے تک بروبحر کی آفتوں سے محفوظ رہے۔ (درالنظیم)

## سورۃ الھمزۃ

جو شخص اس سورۃ کو نظر بد کے شکار پر پڑھے تو وہ باذن اللہ صحت پائے گا۔ (مجربات دیربی)

اور صاحب درالنظیم لکھتے ہیں کہ جو شخص اس سورۃ کو نوافل میں بکثرت پڑھے اس کے مال میں کثرت ہو اور روزی میں ترقی ملے۔

## سورۂ فیل

بعض علماء سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اس سورۃ کو پرانی ٹھیکری پر لکھ کر کسی مکان پر کھیت وباغ میں دفن کر دے تو جب تک وہ اس میں رہے گا تب تک وہ مقام امن وامان میں رہے گا، یہ عمل مجرب وآزمودہ ہے۔

## سورۂ قریش

اگر کسی دشمن سے ڈر ہے یا اس کے سوا دوسری چیز یعنی درندہ جانوروں یا بیماری یا قرض یا جلنے، ڈوبنے وغیرہ کا خوف ہو تو اس سورۃ کا پڑھنا ہر برائی سے محفوظ رہے گا۔ (حصن حصین)

## سورۃ الفلق، سورۃ الناس

نسائی ابن حبان سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو پڑھا کرو کیونکہ کوئی اور سورۃ ہرگز ان دونوں جیسی نہیں، یعنی شر سے پناہ کے اعتبار سے کوئی ان سورتوں کے برابر نہیں اور ترمذی، ابوداؤد ونسائی وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (دوسری دعائیں پڑھ پڑھ کر) پناہ مانگا کرتے تھے، جن اور آدمی کی نظر سے، مگر جب سورۃ فلق اور سورۃ ناس اتری تو آپ نے پناہ کے لئے ان دونوں کو اختیار کیا اور ان کے سوا دوسری دعاؤں کو چھوڑ دیا۔

ابن ابی شیبہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ مانگا کسی مانگنے والے نے اور نہ پناہ پکڑی کسی پناہ چاہنے والے نے ان دونوں جیسی یعنی سوال اور پناہ مانگنے میں کوئی ان سورتوں کے مثل نہیں۔ ☆

# توہین انبیاء اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا مفتی محمد اکرم بستوی

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت و رسالت اور شریعت جدیدہ کا دعویٰ کر کے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ اور ہم سر ہو کر آپ کی سخت توہین کی تھی، مزید براں یہ کہ وہ تمام آیات قرآنیہ اور بشارت ربانیہ جو آپؐ کے اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ کی جیتی جاگتی تصویر ہیں، ان تمام کو مرزا نے اپنے اوپر چسپاں کرنے کی بے جا جسارت کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"اور مجھے بتلایا گیا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔"

(اعجاز احمدی روحانی خزائن ص:۱۱۳، ج:۱۹)

اور دوسری جگہ لکھتا ہے:

"اب دیکھو خدا نے میری وحی، میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔"

(اربعین ۴ خزائن ص:۴۳۵، ج:۱۷ اور حاشیہ)

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اب نہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اقتداء کی ضرورت ہے اور نہ ہی حضور کی پیروی میں کامیابی ہے بلکہ کامیابی تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی پیروی میں ہے، اس لئے کہ نبی کے آجانے کے بعد پہلے نبی کی شریعت اور احکامات واجب العمل نہیں، واجب العمل موجودہ نبی کی لائی ہوئی بات، اس کی کتاب اور شریعت اور احکامات ہیں اور اس کی شخصیت آئیڈیل اور اسوہ ہوگی۔

اب ہم ان توہین انبیاء کی چند مرزائی عبارتوں کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن و حدیث، اقوال صحابہ کرامؓ اور کتب عقائد اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کے قول (اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے) کی روشنی میں اس بات کا اعلان کرنے میں حق بجانب ہیں کہ مرزا صاحب مہدی، مسیح، نبی اور رسول تو کجا صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ وہ تو خود بھی کافر اور کافر گر تھے:

"خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے"

جب مرزا جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مغلظات، ناپاک اتہامات کو استعمال کیا تو اس سے اسلامی حلقوں میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی اور جو مرزائیوں میں سے قدرے سنجیدہ تھے وہ مرزائیت سے علیحدہ اور از سر نو حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو مرزا صاحب نے ایک عجیب و غریب کھیل کھیلا تاکہ مسلمانوں کے غصے ٹھنڈے ہو جائیں اور سادہ لوح مرزائیوں کے لئے سامان استقامت ثابت ہو اور اپنی روٹی و بوٹی کا مسئلہ بھی حل ہوتا رہے، چنانچہ مرزا صاحب نے یہ چال چلی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی گئی ہیں بلکہ اس یسوع کو گالیاں دی گئی ہیں جو عیسائیوں کا جھوٹا خدا ہے، جس کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے۔

ماحصل (مجموعہ اشتہارات ج:۲، ص:۲۹۶، انجام آتھم، ص:۱۳، ج:۱۱، تریاق القلوب، ص:۳۰۵، ج:۱۵ اور حاشیہ)

عذر گناہ بدتر از گناہ:

مرزا صاحب کا توہین یسوع کے اقرار کے بعد توہین عیسیٰ کا انکار کرنا ایسا ہی لغو ہے جیسے کوئی مجرم اقبال جرم کے بعد انکار جرم کرے، حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ اور یسوع دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں، اس بات کا اقرار خود مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں متعدد مقامات پر کیا ہے:

"..... مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔"

(توضیح مرام روحانی خزائن ص:۵۲، ج:۳)

مزید ملاحظہ فرمائیں: چشمہ مسیحی خزائن ص:۳۵۵، ج:۲۰، ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم خزائن:۳۵۹، ج:۲۱۔

ان مرزائی عبارتوں اور حوالوں سے واضح ہے کہ گالیاں دینے کے موقع پر چاہے عیسیٰ، یسوع، یا مسیح کا لفظ استعمال کیا گیا ہو وہ گالیاں درحقیقت حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم ہی کو دی گئی ہیں۔

عذر دوم:

اسی طریقے سے مرزا صاحب کی طرف سے ایک عذر یہ بھی سامنے آتا ہے کہ جب پادریوں نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو ہم بھی عیسیٰ کی خبر لینے پر مجبور ہوئے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی، انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔''

(انجام آتھم خزائن ص:۲۹۲، ج:۱۱ اور حاشیہ)

نیز اسی صفحہ کے حاشیہ در حاشیہ میں لکھتا ہے:

''اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کر لیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سنیں گے۔''

مرزا صاحب کا یہ عذر بھی سراسر لغو باطل اور ناشی عن الجہالۃ ہے، اس لئے کہ مذہب اسلام نہ صرف انبیاء کرام کی تعظیم وتکریم کا حکم دیتا ہے بلکہ ادیان باطلہ کے معبودوں کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کرتا ہے، اگر عیسائیوں نے خبث باطنی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا تو بھی کسی مسلمان، مومن قرآن کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا بھلا کہہ کر اپنے متاع ایمان کو برباد کیا جائے، ہمارے اس نظریہ کی تائید مرزا صاحب بھی فرما رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

''مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض حضرت عیسیٰ کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں، ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔''

(تریاق القلوب خزائن ص:۴۹۱، ج:۱۵)

مزید مجموعہ اشتہارات ج:۳، ص:۵۴۴، ملفوظات (ج:۳:۱۰۳) شحنۂ حق خزائن :۳۲۴، ج:۲، ایام الصلح، خزائن ص:۲۲۸، ج:۱۴ پر بھی دیکھا جاسکتا ہے، جن سے اسی معنی کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔

اگر پادریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں تو اس میں کچھ تعجب نہیں، اس لئے کہ وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان ہی نہیں رکھتے، لیکن جو شخص قرآن کو کلام الٰہی مانتا ہو وہ عیسیٰ علیہ السلام (جن کی نبوت قطعی اور قرآن سے ثابت ہے اور مسلمانوں کو انہیں اپنے زمانہ کا نبی برحق ماننا ضروری ہے) کیسے گالیاں دے سکتا ہے؟؟

☆☆..........☆☆

# عرق گلاب: شوگر کا علاج

حضرت مولانا عبدالوحید قاسمی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ قبل فیصل آباد میں میری ملاقات حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب سے ہوئی، میرے ہمراہ محترم جناب عتیق انور صاحب بھی تھے، حضرت مولانا جاوید حسین شاہ صاحب نے ایک عجیب بات بیان فرمائی کہ ہمارے ملنے والے ایک بزرگ شیخ الحدیث ہیں۔ ان کو خواب میں نبی کریم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو ان بزرگ شیخ الحدیث نے عرض کی:

''اے اللہ کے رسول! میں عرصے سے شوگر کا مریض ہوں کیا اس کا کوئی علاج نہیں؟ فرمایا: علاج ہے، اور وہ یہ کہ صبح نہار منہ عرق گلاب کے دو چمچے حسب خواہش پانی میں ملا کر پی لیا کرو۔''

احقر نے یہ خواب اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی مدظلہ کو آکر سنایا تو حضرت نے فرمایا کہ شرح بخاری میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت بیان فرمائی ہے کہ گلاب کا پھول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے وجود میں آیا ہے۔

قارئین کرام! میں نے اس خواب کا تذکرہ علما، حکما، صوفیا رائے ونڈ کے تبلیغی مراکز میں اساتذہ، مشائخ کے سامنے کیا۔ الحمدللہ! ہر طرف اس نسخہ پر عمل کرنے سے عظیم فائدے ہو رہے ہیں۔ احقر نے خود بھی استعمال کیا ہے، عظیم نفع ہوا، قارئین کی خدمت میں یہ عظیم تحفہ پیش خدمت ہے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خواب میں میری زیارت کی، اس نے واقعتاً میری ہی زیارت کی۔ شیطان کے بس میں یہ بات نہیں کہ وہ میرے حلیہ میں آسکے۔''

(مرسلہ: قاری محمد مظہر حسین، منڈی جہانیاں)

# قادیانیوں کی اسلام دشمنیاں

## ایک حقیقت پسندانہ جائزہ اور بے لاگ تجزیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ

گزشتہ سے پیوستہ

### قادیانیت کا بھرپور تعاقب

معزز سامعین! ذکر ہو رہا تھا ۱۹۵۳ء کے بعد ۱۹۷۴ء کی تحریک اور اس کے نتائج کا، تو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ۱۹۵۳ء کے ظلم و جبر سے تحریک کا خاتمہ نہ ہوا بلکہ حکیمانہ انداز اختیار کر کے ردّ قادیانیت کی جدوجہد وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتی رہی کہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج کے کچھ طلبا تفریحی سفر میں مصروف تھے، ان کی ریل گاڑی چناب ایکسپریس جب ربوہ اسٹیشن آ کر رکی تو سینکڑوں قادیانی جو باقاعدہ منصوبہ کر کے منظم اور مسلح طور پر طلبا کی بوگی میں داخل ہوئے ان کو شدید ظالمانہ انداز میں مارا پیٹا اور زخمی کر دیا، کچھ طلبا کو اغوا کرنے کی کوشش کی، اسٹیشن ماسٹر نے جو قادیانی تھا اس وقت تک گاڑی روانہ ہونے کے لئے سبز جھنڈی نہ ہلائی جب تک ان بدبختوں نے مسلمان طلبا کو مکمل طور پر لہولہان نہ کیا تھا وہ بھی اسی سازش کا مکمل حصہ تھا، یہ وہ زمانہ تھا جب قادیانیت کے خلاف ختم نبوت کے حق میں فیصلہ کرنے کا حتمی وقت تھا، ربوہ کے اسٹیشن کا ظالمانہ واقعہ جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گیا۔

### قادیانیوں کے خلاف عوامی مظاہرہ

ملک کے ہر شہر، تمام جماعتیں، نشر و اشاعت کے اسباب و ذرائع نے بلا امتیاز متحد ہو کر جوش و خروش سے ایک عجیب دینی و مذہبی کیفیت اختیار کر لی، گلی گلی، محلہ محلہ مرزائیوں کے خلاف نفرت، حقارت اور غیض و غضب کا ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع ہوا، جمعہ کے اجتماعات کے بعد ان کے خلاف مظاہروں، جلوسوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، حکومت وقت نے جہاں جہاں علماء و راہنماؤں کی گرفتاری کا حربہ آزمایا، وہاں شہروں میں کئی دن ہڑتالوں، ٹریفک کا پہیہ جام کرنے سے ملکی نظم و نسق درہم برہم ہو کر رہ گیا، یہ حربہ بھی ناکام ہوا، بوڑھے، بچے، جوان، مرد اور گھروں میں بیٹھی مستورات کا ایک ہی نعرہ تھا: ''قادیانی کافر اور اس طائفہ کو آئینی طور پر اقلیت قرار دیا جائے۔'' خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کی چنگاری روز بروز شدت سے بھڑکنے لگی۔

### مختلف مکاتب فکر کی اجتماعی کاوشیں

تمام دینی مکاتب فکر پر مشتمل آل پارٹیز مجلس عمل حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی امارت میں تحریک زور پکڑتی گئی۔ پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور اس دور کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو تھے، قومی اسمبلی میں چند اکابر علما، محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ، مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مرد قلندر، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ، حضرت مولانا عبدالحکیمؒ، حضرت مولانا صدر الشہید اور دو تین بزرگ اور موجود تھے، جن کے دلوں میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت، ملک میں نفاذ اسلام اور ملک سے منکرات کے خاتمے کے علاوہ اور کوئی خواہش نہ تھی، اسی جذبہ کی خاطر ان بزرگوں نے اسمبلی کی رکنیت قبول کی تھی ورنہ ان کا مقام اور اللہ نے جو دینی عظمت عطا فرمائی ان کے سامنے اسمبلیوں کی رکنیت کی کوئی وقعت نہ تھی، اللہ ان اکابر کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس کے مدارج عالیہ پر فائز فرمائے۔ انہوں نے ایک اسلامی ملک کی اسمبلی میں ایک مسلمان رکن کا جو کردار ہونا چاہئے ادا کر دیا، ان چند علما کے دانشمندانہ اور حکیمانہ جدوجہد کے نتیجہ میں حکومت وقت قادیانیوں کو اقلیتی فرقہ قرار دینے پر تیار ہوئی، پوری اسمبلی کو ایک کمیٹی کی حیثیت دے کر اسے مرزائیوں کی حیثیت متعین کرنے کا اختیار دیا گیا، قادیانی فرقہ کے امیر مرزا ناصر اور لاہوری جماعت کے سربراہ کو قومی اسمبلی میں طلب کیا گیا، ان پر جرح اور ان کو دفاع کے لئے مواقع دیئے گئے، مرزائیوں نے اسمبلی میں ایک محضرنامہ پیش کیا جس کا تفصیلی اور مدلل جواب حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ، حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے مجلس عمل کے سربراہ محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی نگرانی میں تحریر فرمایا۔

### قادیانیوں کی شکست

طویل بحث کے بعد قادیانی امرا کو شکست ہوئی اور قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر آئین کی دفعہ (۲) ۱۰۶ اور (۳) ۲۶۰ کے ذریعہ قادیانیوں کے ہر دو فرقوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اللہ جل جلالہ نے امتِ مسلمہ کے تمام مسلمانوں کو سرخرو فرمایا، اس تحریک کی کامیابی کے لئے ہزاروں مسلمانوں کو

قربانیوں اور اذیت کو برداشت کرنے کے صبر آزما دور سے گزرنا پڑا۔ ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کے اس بابرکت ترامیم سے ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ان پر جبر واستبداد کے جوادوار گزرے اس عظیم مقصد کے حصول کے بعد وہ تمام تکالیف بھول کر اللہ کے حضور بطور شکر سجدہ ریز ہوئے۔ ترمیم کے الفاظ پر آپ حضرات کو سن کر معلوم ہوجائے گا کہ یہ بالکل واضح کسی قسم کا شک وشبہ کی گنجائش نہیں:

''جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے آئین وقانون کے اغراض کے لئے وہ مسلمان نہیں ہے۔''

## قادیانیوں کی آئینی خلاف ورزی

محترم حضرات! اب آپ اور ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اس واضح اور غیر مبہم آئینی وقانونی ترمیم کی مرزائی بڑی ڈھٹائی سے خلاف ورزی کررہے ہیں اور حکومتیں کیا کہ ہم بھی خواب خرگوش میں محو ہیں۔ ان کا اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کا نام دینا، عبادت گاہوں میں اذان دینا، اپنے آپ کو مسلمان کہنا، اپنے عقائد کو اسلام کہنا، کھلے عام اجتماعات کے ذریعہ اپنے نظریات کا پرچار اور اس کے لئے ہر قسم کا لالچ، دھونس کا استعمال، ملت اسلامیہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا، اہم وحساس عہدوں پر قبضہ کرنا، اپنی ذات اور عورتوں کو صحابہ وصحابیات کے نام اور القاب سے پکارنا زور وشور سے جاری ہے۔ ارباب اقتدار کی چشم پوشی اور ان کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے کی وجہ سے اب یہ فرقہ انسانی حقوق کے نام پر منظم طریقے سے تمام عالم کفر میں ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے کہ ہمارے ساتھ پاکستان میں ظلم ہورہا ہے، اقلیتی فرقہ ہونے کا فیصلہ متفقہ نہیں بلکہ چند افراد کا فیصلہ ہے، اس پر ازسرنو بحث ومباحثہ کیا جائے۔ میڈیا میں بعض اسلام دشمن افراد نے بھی اس فیصلہ کے خلاف اپنا زور قلم وزبان کا استعمال کرنا شروع کردیا ہے، غرض یہ کہ ملت اسلامی کا یہ اجماعی مسئلہ اختلافی بن جائے۔

محترم ساتھیو! یہ چند مولوی حضرات کی عزت وناموس کا مسئلہ نہیں بلکہ تمام ملت مسلمہ کے اسلام وکفر اور موت وحیات کا سوال ہے۔

## قادیانی اسلامی وحدت کے دشمن

ان سازشوں کو جان کر بھی غفلت اور لاپرواہی کرنا عظیم گناہ ہے۔ ملت کے ہر فرد کو چوکس رہ کر کفار واغیار کو اس عقیدہ میں نقب لگانے سے روکنا ہے۔ ورنہ بقول شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کہ:

''قادیانی گروہ اسلامی وحدت کا دشمن ہے، مسلمان ان تحریکوں کے بارہ میں زیادہ حساس ہیں جو ان کی وحدت کے لئے خطرناک ہے، چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو اور اپنی بنیاد نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ سمجھے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے استوار ہوتی ہے۔''

رب العزت اسلام جو دین حقہ اور عالمگیر مذہب ہے کو ہر اس نقب زن کی سازشوں سے محفوظ رکھے جو کفر یا اسلام کے جامہ میں اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ آمین۔ ☆☆

## عاجز ہیں قادیانی اب بہکاوے سے دوستو!

مدعی پروردگار تیری ختم نبوت کا
منکر نہ کیوں ہو خوار، تیری ختم نبوت کا
ہر خصم کی خصومت میں گونجی ہے گوارا
برداشت نہیں انکار، تیری ختم نبوت کا
ظلی، بروزی کہہ دے قادیانی اگر خود کو
یہ ظل بروز انکار، تیری ختم نبوت کا
لمحۂ فکری تھا واسطے ہر اک مسلم
کہ منکر تھا بدکردار، تیری ختم نبوت کا
عاجز ہیں قادیانی اب بہکاوے سے دوستو!
کہ نعرہ ہے شاہکار، تیری ختم نبوت کا
غلامی ہو شاہی تیری کل جہانوں کی
پھر کیوں نہ ہو اظہار، تیری ختم نبوت کا

مولوی اشفاق احمد، مدرس جامعہ ندوۃ العلم

محمد طاہر سلطان کھوکھر، ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

# وکلا حضرات سے ایک دردمندانہ درخواست

معزز وکلا حضرات! پاکستان میں آئینی و قانونی جدوجہد اور بحالی جمہوریت کے سلسلہ میں آپ کا کردار روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ہر آمر کے سامنے کلمۂ حق کہنا اور اس سلسلہ میں پیش آنے والی تمام مشکلات کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا، آپ کی سرشت میں شامل ہو چکا ہے۔ فوجی آمر پرویز مشرف کے عدلیہ کے خلاف آمرانہ اقدام کے نتیجہ میں آپ نے جو تاریخ ساز تحریک چلائی، اسے پوری دنیا میں سراہا گیا۔ میں آپ کی ان گراں قدر کوششوں کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اس موقع پر میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پر ذاتی توجہ فرمائیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر مشروط اور لامحدود محبت و احترام اور والہانہ عشق و عقیدت ہمارے دین و مذہب کی بنیاد ہے۔ جب تک محسن انسانیت، سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دیگر تمام انسانی رشتوں کی محبت پر غالب نہ آجائے، ایک مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ غیر مسلم، مسلمانوں کی اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر والہانہ عقیدت سے بخوبی واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض غیر مسلم اسلام کے خلاف اپنے خبث باطن کے اظہار اور مسلمانوں کو شدید ذہنی اذیت سے دوچار کرنے کے لئے ان کی محبوب و مقدس ترین ہستی کی توہین جیسے گھناؤنے جرم کے ارتکاب سے بھی باز نہیں رہتے۔ ناموس رسالت مسلمانوں کے نزدیک ایک ایسا حساس ترین معاملہ ہے جس کے متعلق معمولی سی بات ہوجائے تو وہ شمع رسالت پر دیوانہ وار اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں بھی پس و پیش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بات پر تمام مسلمانوں میں کامل اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب شخص کی سزا موت ہے۔ کسی شخص کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کی محبوب ترین ہستی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ذرا سی توہین کا بھی ارتکاب کرے۔

۱۷ مئی ۱۹۸۶ء کی شام اسلام آباد ہوٹل میں ایک سیمینار کے دوران انسانی حقوق کمیشن کی چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے شریعت بل کے خلاف تقریر کرتے ہوئے حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہایت توہین آمیز اور گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ میرا قلم اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں وہ ناپاک الفاظ یہاں رقم کروں۔ عاصمہ جہانگیر کی شان رسالت میں گستاخی کے ارتکاب پر راولپنڈی بار ایسوسی ایشن کے معزز اراکین جناب عبادالرحمن لودھی ایڈووکیٹ اور جناب ظہیر احمد قادری ایڈووکیٹ نے سخت احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ ان توہین آمیز الفاظ کو واپس لے کر اس گستاخی پر معافی مانگے۔ عاصمہ جہانگیر کے انکار اور اپنے الفاظ پر مسلسل اصرار پر سیمینار میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔ اگلے دن جب اس واقعہ کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو پورے ملک میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمانوں کی طرف سے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر توہین رسالت کی سزا نافذ کی جائے اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کو عبرتناک سزا دی جائے۔

عاصمہ جہانگیر کی اس قابل اعتراض تقریر کا نوٹس سب سے پہلے قومی اسمبلی میں اسلامی جذبہ سے سرشار خاتون ایم این اے محترمہ نثار فاطمہ نے لیا اور انہوں نے وہاں پوری قوت کے ساتھ آواز اٹھائی کہ عاصمہ جہانگیر کے ان توہین آمیز الفاظ کے خلاف حکومت فوری ایکشن لے لیکن چونکہ اس وقت قانون میں توہین رسالت کے جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں تھی، اس لئے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوسکی۔ بعدازاں محترمہ آپا نثار فاطمہ نے قومی اسمبلی میں ایک بل پیش کیا، جس میں توہین رسالت کی اسلامی سزا، سزائے موت تجویز کی گئی۔ اراکین قومی اسمبلی کی بھاری اکثریت نے اس بل کو منظور کیا اور اس طرح تعزیرات پاکستان میں دفعہ سی۔۲۹۵ کا اضافہ کیا گیا، جس کی رو سے شان رسالت میں توہین کا ارتکاب کرنے والے مجرم کو سزائے موت دی جائے گی۔

توہین رسالت کے مذکورہ واقعہ سے عاصمہ جہانگیر پاکستان میں تو متنازعہ ہوگئیں مگر مغرب سے اُسے بے حد پذیرائی ملی۔ اسلام دشمن قوتوں بالخصوص قادیانیوں نے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ عاصمہ جہانگیر

اسی دن سے اسلام دشمن طاقتوں کے ایماء پر قانون توہین رسالت کو ختم کرانے کی ناپاک سازشوں میں مصروف ہے۔ وہ کبھی اسے کالا قانون کہتی ہے اور کبھی امتیازی قانون، حالانکہ یہ قانون کئی حوالے سے ملزم کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس میاں نذیر اختر اپنے ایک فیصلہ میں لکھتے ہیں:

"مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ سی۔۲۹۵ کے احکام نے یہ بات ممکن بنادی ہے کہ ملزم کا عدالتی طریقہ کار سے مواخذہ کیا جاسکے اور معاشرہ میں یہ رجحان پیدا کردیا ہے کہ قانونی کارروائی کا سہارا لیا جائے۔ تعزیرات پاکستان کی محولہ بالا دفعہ کے تحت مقدمے کے اندراج سے ملزم کو ایک عرصہ حیات میسر آجاتا ہے۔ اس امر کے پورے مواقع کے ساتھ کہ وہ اپنی پسند کے وکیل کے ذریعے عدالت میں اپنا دفاع کرے اور سزایابی کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں میں اپیل، نگرانی وغیرہ جیسی دادرسی کا فائدہ اٹھائے، کوئی بھی شخص، کجا ایک مسلمان، ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ من مانی کا سدباب کرتا ہے اور قانون کی مخالفت نہیں کرسکتا اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔ اگر تعزیرات پاکستان کی دفعہ سی۔۲۹۵ کے احکام کی تنسیخ کردی جائے یا انہیں دستور سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرہ میں ملزموں کو جائے واردات پر ہی ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہوجائے گا۔" (پی ایل ڈی ۱۹۹۴ء لاہور ۴۸۵)

حقوق انسانی کے نام پر متعدد این جی اوز ہمارے معاشرتی ڈھانچے کو منہدم کرنے میں مصروف ہیں۔ ان میں عاصمہ جہانگیر کا ادارہ انسانی حقوق کمیشن سرفہرست ہے۔ اس کمیشن کے اراکین کی اکثریت قادیانی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس ادارے کا مقصد اقلیتوں بالخصوص قادیانیوں کو تحفظ فراہم کرنا، پاکستان میں اسلامی قوانین اور اسلامی سزاؤں کو ختم کروا کر قادیانیوں کو اپنے ارتدادی عقائد کی تبلیغ کے لئے راہ ہموار کرنا، عورتوں کے حقوق کی آڑ میں عورتوں کی مغربی طرز پر آزادی اور "فری سیکس سوسائٹی" کے قیام کے لئے کوششیں کرنا شامل ہیں۔

اسلام کی تضحیک اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے میں عالمی شہرت حاصل کرنے والی عاصمہ جہانگیر اسقاط حمل کو جائز، اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ، ظالمانہ اور غیر انسانی کہتی ہے۔ انسانی حقوق کے نام پر پاکستان، اسلام اور اسلامی قوانین کے خلاف دریدہ دہنی کے ذریعے امریکا اور مغربی ممالک سے نقد امداد حاصل کرنا ان تنظیموں اور افراد کا شیوہ ہے۔ ان دریدہ دہنوں کا یہ کہنا کہ قانون توہین رسالت فتنوں کا باعث ہے، ان کی ذہنی روش اور کج فکری کا عکاس ہے۔ یہ نام نہاد روشن خیال امریکی ڈالروں کے لئے اسلام کو گالی دینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

عاصمہ جہانگیر کے زیر نگرانی انسانی حقوق کمیشن کی ایک سالانہ رپورٹ شائع ہوتی ہے، اس رپورٹ کی آڑ میں بعض معمولی باتوں کو غیر معمولی انداز میں شائع کیا جاتا ہے اور پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً سندھ کے کسی دور دراز علاقے میں اگر کسی عورت کو کاری کرنے کا کوئی ایک واقعہ پیش آجائے تو انسانی حقوق کمیشن اسے دنیا کے سامنے ایسے پیش کرے گا جیسے پورے پاکستان میں روزانہ عورتوں کو کاری کیا جاتا ہو۔ اس سالانہ رپورٹ میں قادیانیوں کے لئے ایک پورا باب وقف ہے، جس میں دنیا کو دکھایا جاتا ہے کہ قادیانیوں پر پاکستان میں زمین تنگ کردی گئی ہے اور ایسا جھوٹا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے جیسے توہین رسالت کے نام پر روزانہ قادیانیوں کو ہلاک کیا جاتا ہو۔ انسانی حقوق کمیشن ایک ماہوار خبرنامہ "صدائے آدم" کے نام سے بھی شائع کرتا ہے۔ اس ماہانہ خبرنامہ میں اسلامی تعلیمات اور شعائر کا سرعام مذاق اڑایا جاتا ہے۔

۲۶؍جون ۱۹۸۶ء کو عاصمہ جہانگیر نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ: "میرے شوہر طاہر جہانگیر قادیانی ہیں، میں اس سلسلہ میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتی، وہ ہم سے بہت بہتر ہیں۔" سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہے مگر اس کے باوجود عاصمہ جہانگیر اپنے شوہر کو عام مسلمانوں سے بہتر مسلمان قرار دیتی ہے، اگر عاصمہ مسلمان ہے تو اپنے شوہر کے ساتھ ایک عرصے سے رہ رہی ہے تو بتائیے یہ حدود اللہ تعالیٰ کی پامالی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا پاکستان کا آئین اور قانون اسے اس بات کی اجازت دیتا ہے؟

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر آئین کے آرٹیکل کی شق نمبر (۲) ۱۰۶ اور (۳) ۲۶۰ کے تحت قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مگر قادیانی حکومت کے اس قانون کا احترام نہیں کرتا۔ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا فیصلہ شاید دنیا کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں آکر اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا کہا۔ جہاں اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار ایڈووکیٹ نے اس پر جرح کی۔ مرزا ناصر نے اپنے تمام عقائد ونظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ تاویلات کے ذریعہ ان کا ناکام دفاع بھی کیا۔ لہٰذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ۱۳ دن کی طویل بحث و

تمحیص کے بعد آئین میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں نے پارلیمنٹ کے اس فیصلہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ الٹا وہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انہیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔

عاصمہ جہانگیر نے اپنے ایک انٹرویو میں صاف صاف کہا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا کوئی حق نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک پارلیمنٹ کی کوئی اہمیت نہیں ہے، پارلیمنٹ نے مسلمانوں کے بھرپور مطالبہ پر اکثریتی رائے سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا لیکن عاصمہ جہانگیر کے نزدیک یہ جمہوری اقدام غلط ہے۔

قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال اور اس کی توہین سے روکنے کے لئے ۲۶ راپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈی ننس جاری کیا، جس کی رو سے قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتے۔ قادیانیوں نے اس پابندی کو وفاقی شرعی عدالت، لاہور ہائی کورٹ، کوئٹہ ہائی کورٹ وغیرہ میں چیلنج کیا جہاں انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بالآخر قادیانیوں نے پوری تیاری کے ساتھ سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی کہ انہیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی، دونوں اطراف سے دلائل و براہین دیے گئے۔ اصل کتابوں سے متنازع ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ سپریم کورٹ کے یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ اسلامی دارالعلوم کے مفتی صاحبان نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے، ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان نے جب قادیانی عقائد پر نظر دوڑائی تو وہ لرز کر رہ گئے۔ فاضل جج صاحبان کا کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (۱۹۹۳ء ایس سی ایم آر ۱۷۱۸) کی رو سے کوئی قادیانی خود مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت سزا کا مستوجب ہے۔ اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات و مقامات کی توہین کرتے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان آئین شکن، خلاف قانون اور انتہائی اشتعال انگیز سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت اور خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں، جس سے بعض اوقات لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا ہوجاتی ہے۔ خود سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا:

''ہر مسلمان کے لئے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (صحیح بخاری کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان)

''کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟ ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہئے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہئے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہوسکتا تھا۔ اس لئے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا، کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقص امن و عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے..... ہم

یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لئے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لئے القاب وخطاب بنا رکھے ہیں۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار ۱۸-ایس سی ایم آر ۱۹۹۳ء)

معزز وکلا حضرات! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے انتخابات ہیں۔ عاصمہ جہانگیر اس الیکشن میں صدارتی امیدوار کی حیثیت سے سامنے آئی ہے۔ میں پورے شواہد کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ عاصمہ جہانگیر کو اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص امریکا اور قادیانی لابی کی مکمل حمایت حاصل ہے یہ بات یقینی ہے کہ اگر خدانخواستہ عاصمہ جہانگیر اس الیکشن میں کامیاب ہوجاتی ہے تو وہ اپنی حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام دشمن طاقتوں کی سرپرستی میں تعزیرات پاکستان سے اسلامی قوانین بالخصوص قانون توہین رسالت، امتناع قادیانیت ایکٹ وغیرہ ختم کروانے کی بھرپور کوشش کرے گی، قادیانی تبلیغ میں مزید اضافہ ہوگا جس سے نہ صرف ارتداد پھیلے گا بلکہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی پیدا ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ اعلیٰ عدلیہ کے ساتھ محاذ آرائی کا میدان گرم ہوگا اور سیکولر عناصر کو معاشرے میں اسلام کے خلاف نئے نئے گل کھلانے کے مواقع میسر آئیں گے، لہٰذا اس نازک موقع پر آپ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ اپنا بھرپور کردار ادا کریں تاکہ کوئی بدبخت اسلام دشمن طاقتوں کے ایما پر اسلام کی نظریاتی سرحدوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۷؍ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

## جو لوگ محمد ﷺ کے وفادار نہیں ہیں

مولانا امام علی دانش

جو لوگ محمد ﷺ کے وفادار نہیں ہیں
اللہ کی رحمت کے بھی حق دار نہیں ہیں

حاصل ہے جنہیں عشق محمد ﷺ کا خزانہ
کونین کی دولت کے طلب گار نہیں ہیں

جن کو ہے محمد ﷺ کے طریقوں سے عداوت
وہ ان کی غلامی کے سزاوار نہیں ہیں

جو دین ہمیں دے گئے سلطان مدینہ
ہم اس کے بدل دینے کو تیار نہیں ہیں

پیمان وفا ان سے نبھائیں گے ہمیشہ
مجرم ہیں خطا کار ہیں غدار نہیں ہیں

سوئی ہوئی قوموں کو جو آئے تھے جگانے
افسوس ہے افسوس وہ بیدار نہیں ہیں

کس منہ سے محمد ﷺ کے وہ بنتے ہیں فدائی
اغیار کی رسموں سے جو بیزار نہیں ہیں

سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے کبھی دین وہ دانش
اصحاب نبیؐ کے جو وفادار نہیں ہیں

# حاجی سے خطاب

جلال مہر و جمال قمر سے کیا لائے
میرے رفیق تم اس سنگ در سے کیا لائے؟

جہاں کے ذرے بھی تاروں پہ مسکراتے ہیں
دیار یار کی اس رہ گزر سے کیا لائے؟

جہاں پہ جن و ملائک نے پاسبانی کی
اس آستانۂ خیرالبشر سے کیا لائے؟

جہاں پہ سطوت کسریٰ بھی سجدہ ریز ہوئی
تم اس مدینے کی دیوار و در سے کیا لائے؟

غروب کفر بھی ہے اور طلوع ایماں بھی
تم اس مدینۂ شام و سحر سے کیا لائے؟

وجود حق پہ جو تنہا دلیل محکم ہے
گئے تو اس نگہۂ معتبر سے کیا لائے؟

گزر گئی ہیں جو امت پہ اشکباری میں
تم ایسی راتوں کے پچھلے پہر سے کیا لائے؟

دعا میں جھک گیا جو سر تو کامران ہی اٹھا
اس اعتماد و یقین و اثر سے کیا لائے؟

شعور زیست کو جس نے حیات نو بخشی
تم اس مسیح نفس چارہ گر سے کیا لائے؟

جنون دل کو دیا جس نے ضبط نظم و خرد
تم اس سلیقۂ فکر و نظر سے کیا لائے؟

حیات و موت کے جس نے بتادیے معنی
تم اس حکیم سے، اس دیدہ ور سے کیا لائے؟

محبتوں کے خزانے اخوتوں کے گہر
نہ لائے یہ تو شہِ بحر و بر سے کیا لائے؟

گداز قلب، شعورِ نظر، خلوصِ عمل
جو یہ نہ لائے تو پھر اس سفر سے کیا لائے؟

جو اک کرن بھی ملی ہو تو روشنی بخشو
وگرنہ تابش شمس و قمر سے کیا لائے؟

شفیق! تم تو ہو ناآشنائے راز و نیاز
بتائے کیسے کوئی ان کے در سے کیا لائے

جناب شفیق جون پوری

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

Regd. SS-160

# تعاون کی اپیل

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے
**عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ**

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔

☆...... یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆...... تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

☆...... اندرون و بیرون ملک 50 دفاتر ومراکز 12 دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆...... لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہانہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆...... چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو ردّ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆...... ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔

☆...... ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆...... اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکا میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

☆...... افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے 30 ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

# قربانی کی کھالیں

## عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجیے

### ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4783486، 061-4583486
اکاؤنٹ نمبر: UBL - 3464 حرم گیٹ برانچ ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی
021-32780337, 021-34234476, Fax:021-32780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

### اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ